

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہو اونا نیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

<https://www.znzlibrary.com/>

آن لائن ویب سائٹ آپکو پیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کرو انا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور ووٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہ ایسپ پ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لینک پر ملک کرے
[0344 4499420](tel:03444499420)
[0344 4499422](tel:03444499422)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کا پی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

باکس میں موجود ناول یا کینٹگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کینٹگری نام پر ملک کریں

Famous YouTube Novels

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Dedar E Yaar By Gumnam Larki](#)

[Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra](#)

[Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki](#)

[Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal](#)

[Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3](#)

[Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

Novels Categories

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  0344 4499420

<https://www.zubinovelszone.com/>

مکمل ناول

اندھیری رات

کائنات عامر

رات کے تین بجے ہے تھے فضاء مکمل خاموشی کا شکار تھی اندھیری رات میں چاندا کثر خوبصورت لگتا ہے مگر قبرستان میں وہی چاند خوف کے مناظر پیش کر رہا ہوتا ہے۔

ایک بوڑھی عورت رات کے تین بجے قبرستان میں قدم رکھتی ہے مکمل خاموشی ہر طرف سماں اور اندھیرا بہت ہی مشکل سے قبروں سے بچتی بچاتی ایک مخصوص قبر پر جا پہنچتی ہے اور دائرے میں بیٹھ جاتی ہے کوئی دس منٹ جادوئی اشلوک کو بڑھانا نہ لگی پھر ایک لیمو پر پھوک ماری پھر اپنا ہاتھ کاٹ

کر اس لیمو پر خون گرایا وہ بوڑھی عورت چلا کاٹنے میں مصروف تھی پہلے تو وہ قبرستان کو دیکھ کر خوفزدہ ہو رہی تھی مگر جیسا کے اُس عورت نے کہا تھا کہ کچھ ہو گا بھی تک نہیں ہوا تھا تو وہ پر سکون ہوتی اپنے کام میں مصروف تھی۔ جب اچانک کسی لڑکی کی چیخ کی آواز آئی اُس بوڑھی عورت کو خوف آنے لگا اس پاس نظر دوڑائی تو کچھ نہ دکھا پھر اپنے کام میں لگ گئی مگر اس بار کسی کے پھر سے چیخنے کی آواز آئی اُس عورت نے سراٹھایا تو سامنے بہت سارے سر کٹے کھڑے تھے اُن کو دیکھ کر اس بوڑھی عورت کو اپنی روح ہوئی جادوئی اشلوک (کفریہ الفاظ) بڑھ بڑھاتے ہوئے پرواز ہوتی محسوس زبان کی پکپا نے لگی تھی اور وقت تھا جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

علی آفس کے لیے تیار ہو رہا تھا نظر اٹھا کر ارتھ کو دیکھا جو اسکی گھٹری لے کر آ رہی تھی۔ پہلے اُنسنے سوچارات والے واقعے کا ذکر کرے مگر پھر اسکا پُر سکون چہرہ دیکھ کر کچھ نہیں بولا اور چاپیاں اٹھانا گھٹری لے کے گھر سے نکل گیا۔

علی کے آفس جاتے ہی نوبجے کے وقت سلطانہ بیگم محلے میں جانے کا کہتی نکل گئی ارتھ نے بہت کوشش کی کہ وہ اُسے ساتھ لے جائیں مگر وہ نہ مانی تو ارتھ نے اُنکے آگے ہتھیار ڈال دیے۔

سلطانہ بیگم فقیرا کے آستانے میں داخل ہوئی اُنکے ہاتھ میں مسٹی کا پیالہ دیکھ کر فقیرا کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ آئی تھی جسے وہ جلد ہی چھپا گئی۔ آؤ ہو گیا عمل۔ فقیرا نے پُر اعتماد انداز میں بات کا آغاز کیا۔

جی۔ سلطانہ بیگم مختصر ہی بول پائی کیوں کہ رات جو انکے ساتھ ہو چکا تھا اس کے بعد انکی ہمت جواب دے گئی تھی۔

میں مزید یہ سب نہیں کرنا چاہتی۔ سلطانہ بیگم ہمت جمع کرتی بولی تو فقیر اجو پُر سکون بیٹھی تھی اچانک اس بات پر گڑ بڑا گئی۔

کیوں بی بی ایسا کیا ہو گیا میں نے بھی تمہارے ساتھ پوری رات عمل کیا ہے جسے تم ضائع کرنے پر تُل گئی ہو۔ فقیر اعضا سے بولی اور عضے میں جان کر جھوٹ بول دیا کہ وہ رات میں عمل کرتی رہی ہے اسکی بات سن کر سلطانہ بیگم شرمندہ سی نظریں جھکا گئی اور رات کا گزر اسرا اواقعہ فقیر اکے گوش گزار کر گئی۔

دیکھو بی جب تم اپنا مقصد حاصل کرو گی تو چیزیں تورو کیں گی نہ۔ فقیر انہیں پچکارتے ہوئے کہا تو سلطانہ بیگم کا کچھ حوصلہ بڑھا۔

ٹھیک ہے میں کر لو گی آگے کیا کرنا ہے۔ سلطانہ بیگم کچھ دیر کی خاموشی اختیار کرنے کے بعد بولی تو پھر فقیر انہیں آگے کا عمل بتایا اور پھر ایک

تعویز دیا مگر یہ عمل سلطان بیگم کو بہت مشکل لگ رہا تھا۔ فقیر اب ظاہر تو ان کی ہی مدد کر رہی تھی لیکن ان کو یہ نہیں پتہ تھا وہ تو یہ سب ان سے اپنے خاص مقصد کے لیے کروار ہی تھی جس کا ان کو بہت جلد پتہ چلنے والا تھا۔

سلطانہ بیگم رات کے کھانے کے بعد اپنے کمرے میں چلے گئی کچھ دیر کے بعد کچن میں گئی اور دو گلاس دودھ میں نکال کر اُس میں سے ایک گلاس میں تعویز گھونے لگی دو تین منٹ کی پڑھائی اور تعویز کو گھونے کے بعد اُس میں سے نکالا اور اپنے پلو میں چھپاتی پھر دودھ ٹرے میں رکھ کر ارج اوعلیٰ کے کمرے میں داخل ہوئی۔

تم دونوں کی حالت دیکھو کتنے کمزور ہو گئے ہو بلکل اپنا خیال نہیں رکھتے۔ سلطانہ بیگم داخلی دروازے پر کھڑی ہوتی بولی

امی ہم تو رکھتے ہیں خیال اپنے ایسی زحمت کیوں کی ابھی ارتھ لے آتی۔ علی آرام سے بولا ارتھ توجیرت سے اٹھ کر شیشے میں خود کا جائزہ لینے لگی مگر اسے کہیں سے بھی وہ کمزور نہ لگی۔

پستہ نہیں کہاں سے بحث مت کرو یہ دودھ لو۔ سلطانہ بیگم ان دونوں کو ٹوکتی بولی تو وہ دونوں سر کو خم دے گئے انہوں نے تعویز والا گلاس ارتھ کی طرف بڑھا یا جب کے دوسرا گلاس علی کو دیا اور تب تک وہاں بیٹھی رہی جب تک دونوں نے دودھ مکمل پینہ لیا۔

رات کے بارہ نج رہے تھے گھر میں گھری خاموشی تھی سلطانہ بیگم کی نظر وہ سے نیند کو سوں دور تھی انہوں نے وال کلاک پر نظر دوڑائی۔

ابھی تو دو گھنٹے ہیں کیا کروں۔ وہ دل میں سوچنے لگی۔ پھر انہیں ماضی یاد آیا جسے سوچتے اُنکی آنکھیں بھر آئیں تھیں مگر اب تو سب ٹھیک ہونے والا تھا جیسا وہ چاہتی تھی سب کچھ ویسا ہوتا بہت جلد یہی سب سوچتے سوچتے الارم بجا تو وہ اٹھ بیٹھی اور آس پاس نظر دوڑاتی چھٹت کی طرف دے بے قدم چلنے لگی۔

آج ٹھنڈ کچھ کم تھی مگر لاہور کی ٹھنڈ تھی بھلے کچھ کم تھی آج بھی سلطانہ بیگم کاخون جمانے کا خوب کام کر رہی تھی انہیں ٹھنڈا پنے جسم کی ہڈیوں تک میں محسوس ہوئی وہ تیزی سے سٹور روم میں گئی جا کر الماری سے ایک کالا کپڑا انکلا اور کالا ہی دھاگہ نکالا اسکے بعد پہلے والے عمل کی طرح اس میں بھی کپڑے اتار کر سامنڈر کھدیئے اور پھر وہی بیلی کاخون جس پر پڑھائی کی تھی اور فقیرا نے بھی کچھ پڑھ کے انہیں دیا تھا اس میں سے تھوڑا سا خون جسم پر ملنے لگی اسکے بعد ایک دائرہ بنانے لگی اس سب سے فارغ ہو کر وہ اس دائرے میں دیا

جلا کر بیٹھ گئی اور پھر عمل شروع کر دیا وہ جادوئی اشلوک پڑھتی جا رہی تھی اور دھاگے پر پھونک کر اُس کپڑے سے گڑیا بنانے لگی ابھی تک گڑیا کی گردن ہی تیار ہوئی تھی جب پہلے کی طرح لامٹ بوجھ گئی مگر انہیں اس بار ڈر نشان پڑے اُن کی نہیں لگا لیکن جب سامنے کی دیوار پر بلی کے پنجوں کے جان نکل گئی پھر کمرے میں سایہ دیکھ کے اُن کو اپنا سنس رکتا محسوس ہوا مگر اب گڑیا تو بنانی ہی تھی۔ انہوں نے اپنی پڑھائی کی رفتار بڑھادی گڑیا کام کمکل ہوا تو پھر وہ ایک ٹانگ پر کھڑی ہوئی اور ایک ٹانگ کو اپنی اُس ٹانگ کے گھٹھنے پر رکھا جس سے وہ کھڑی ہوئی اور سر کے اوپر آپس میں ہاتھ جوڑ کر پڑھائی شروع کی اُن کو اس عمر میں یہ سب کرنے میں انہیں اپنا بدن دکھتا محسوس ہوا مگر جب اللہ دلوں پر مہر لگادے تو کہاں کسی بات کی فکر ہوتی ہے وہ پڑھائی مکمل کرتی پہلے کی طرح ٹھنڈے پانی سے نہا کے دبے پاؤ نیچے گئی اور پھر وہ گڑیا رنج کے بیڈ کے نیچے رکھ دی اور خاموشی سے جا کر اپنے کمرے میں لیٹ گئی۔

ابھی سلطانہ بیگم کو گئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی جب ارٹھ کی آنکھ کھلی اُسے گھر میں کوئی نہ دکھا اُسنے علی کو آواز دی مگر سامنے سے کوئی جواب نہ آیا تو اُس نے کر کمرے سے باہر نکلی پھر وہ کسی ان دیکھی چیز کے پیچھے جا رہی تھی وہ جب گھر سے باہر آئی تو آس پاس دیکھا جہاں قدیم گھر بنے ہوئی تھے ٹوٹ پھوٹ وہ چلتی جا رہی تھی جب کسی کے قہقہے کی آواز پر اُسنے پیچھے گھوم کے دیکھا مگر اُسے کچھ نہ دکھا سامنے ایک روشنی سی دکھی ارٹھ اُس روشنی کا پیچھا کرنے لگی مگر روشنی ایک دروازے سے اندر چلی گئی ارٹھ دروازے پر کھڑے ہو کر اُس دروازے کا معاشرہ کرنے لگی جب اُسے کسی لڑکی کی چیخ کی آواز سنائی دی اُس نے ایک بار پھر پیچھے دیکھا آس پاس کوئی نہ دکھا وہ کھرا گئی مگر پھر ہمت

کرتی سر جھٹک کر دروازے کو دھکا دیکر کھولتی تیزی سے روشنی کے پاس دیکھنے لگی وہ مزید جانے لگی وہ اُس روشنی کے بلکل پاس آ کر غور سے اُسے قریب جانے لگی جب وہ غائب ہو گئی اور پھر ایک اور چیخ کی آواز آئی کسی لڑکی کی ایسی آواز جس میں تکلیف تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے کسی لڑکی کو بہت تکلیف سے گزارا ہے۔ جان تو ارنج کی تب نکلی جب اُس نے چیخ کی آواز پر پچھے دیکھا کوئی نہ دیکھا مگر قبریں دیکھ کر اسکی روح کا نپ گئی وہ روشنی کے چکر میں قبرستان میں آگئی تھی اُس نے جب واپس سامنے دیکھا تو خوفناک شکل دیکھ کر اُس کی جان نکل گئی اور زور سے چھینے لگی۔

ارنچ کیا ہوا ہے اٹھو۔ علی کی پکار پر ارنچ گڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی۔

کیا ہوا ہے کیوں چیخ رہی ہو۔ علی کے سوال پر وہ ارد گرد دیکھنے لگی ابھی تو قبرستان تھا۔ وہ بڑ بڑائی

علی نے اُسے پانی کا گلاں تھما یا تو وہ ہوش میں آئی اور پھر اس کے حواس بحال ہوئے تو علی کو سارا معاملہ بتا دیا اسکی بات پر علی کا بے ساختہ قہقہہ چھوٹا تو ارتخ اُسے بے یقین نظر وہ سے دیکھنے لگی علی قہقہہ ضبط کرتا بولا۔

کیا ہو گیا ارتخ بر اخواب تھا تم بھی پا گل ہوا اور دیکھو ہار مو ویز سو جاؤ کچھ نہیں ہے کل بھی اندر ہیرے کی وجہ سے ڈر گئی ہو گی تم۔ کل میں یہاں نائیٹ بلب لگادو گا پھر تم ہیں ڈر نہیں لگے گا۔ علی ارتخ کو واپس سولانے والے انداز میں تھسکتے بولا تو ارتخ بھی خاموش ہو کر سونے کی کوشش کرنے لگی مگر اُسے اس وقت بہت ڈر لگ رہا تھا وہ کتنی ہی دیر یہی سب سوچتی رہی پھر فجر کی ازان کی آواز پر اٹھ بیٹھی نماز ادا کر کے لیٹی مگر نیند آنکھوں سے کو سوں دور تھی کچھ ہی دیر میں نیند کی دیوی اُس پر مہربان ہو گئی اور اسکی نیند لگ گئی۔

سلطانہ بیگم ناشتے کی ٹیبل پر آ کر بیٹھی تو ارتخ کونہ پا کر حیران ہوئی۔

ارتھ کہاں ہے۔ سلطانہ بیگم کر سی کھسکار پیٹھتی علی سے سوال کرنے لگی۔ اُسے بخار ہے رات میں برخواب دیکھ لیا تھا تب سے ڈری ہوئی ہے۔ علی نے ناشتا کرتے ہوئے سر سری انداز میں بتایا تو سلطانہ بیگم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی جسے وہ فوراً چھپا گئی۔

کیسا خواب دیکھا تھا۔ سلطانہ بیگم نے مصنوعی فکر مندی سے ایک اور سوال کیا تو علی نے انہیں رات والا سارا واقعہ سنادیا۔

اچھا..... میں اُس پر دم کرو گی۔ سلطانہ بیگم سوچنے والے انداز میں بولی تو علی سر کو خمدے گیا اور ناشتا کر کے ارتھ کو ناشتا کرنے اور دوائیاں لینے کی ہدایت دیتا آفس کے لیے نکل گیا۔

سلطانہ بیگم ناشتے کی ٹرے سجائی کچھ پڑھ کر پھونک رہی تھی اور ہنس رہی تھی پھر ٹرے لے کر ارتھ کے کمرے میں گئی۔

بیٹا ناشتا کر لو۔ سلطانہ بیگم سامنڈ ٹیبل پر ٹرے رکھ کر بولی۔

امی آپ نے کیوں زحمت کی میں کر لیتی۔

ارے ایسے کیسے جب میں بیمار ہوتی ہوں تم میرا خیال رکھتی ہوا ب میں تمہارا نہیں رکھ سکتی میری بیٹی کی طرح ہو تم۔ سلطانہ بیگم خفگی سے بولی۔

نہیں نہیں ایسی بات نہیں امی بس مجھے اچھا نہیں لگتا میرے ہوتے آپ کام کریں۔ ارتھ ٹرے سامنے کرتی بولی تو وہ مسکرا دی پھر اُسے ناشتا کرا کے آرام کی ہدایت دیتی نکل گئی اور اپنے کمرے سے شال لے کر باہر جانے لگی۔



سلطانہ بیگم فقیر ابی بی کے پاس آ کر انہیں سب بتانے لگی۔

دیکھا کہا تھا نہ سب اثر کرے گا تم اپنا مقصد حاصل کر لوگی بس سچی لگن کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقیر ابی بی ہنسنے ہونے بولی۔

جی بلکل اب آگے کیا کرنا ہے۔ سلطانہ بیگم بے چینی سے بولی۔

تو فقیر انہیں آگے کا سارا عمل بتایا تو وہ فقیر اکا ہاتھ چو متی اٹھ کھڑی ہوئی۔

آج ارتنج ایک بھی نماز نہیں پڑھ پائی تھی بخار اتنا شدید تھا کہ اُس کے لیے اٹھنا بھی مشکل ہوا رہا ہے تھا مگر وہ ہمت کرتی اٹھی جب سامنے سے سلطانہ بیگم آئی۔



ارے کہاں جا رہی ہو۔ سلطانہ بیگم اُسے اٹھتا دیکھ کر فوراً سوال کرنے لگی امی نماز پڑھنے۔ لفظ نماز پر سلطانہ بیگم پر خوف طاری ہوا تھا۔ پیشک اللہ نماز پڑھنے والوں پر اپنا خاص کرم کرتا ہے اور چاہے پھر جیسی بھی تکلیف ہو اُس سے باہر نکال لیتا ہے۔

ارے بیٹا طبیعت ٹھیک ہو جائے تو نماز بھی پڑھ لینا۔ سلطانہ بیگم جلدی سے بوی۔

امی مجھے سکون نہیں آ رہا اگر نہیں پڑھو گی تو سو بھی نہیں پاؤ گی آج سارا دن میں ایک ہی نماز ادا کی ہے میں آتی ہوں عشا کی نماز پڑھ کر۔ ارتজ اتنا کہتی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

امی تجھ کہہ رہی ہے ارتج پڑھنے دیں نماز بہتر فیل کرے گی میں پھر ڈاکٹر کے پاس بھی لے جاؤ گا۔ سلطانہ بیگم نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا، ہی تھا جب علی کمرے میں داخل ہوتا بولا اور ارتج وضو کرنے واش رو م چلے گئی پچھے سلطانہ بیگم غصہ ضبط کرنے لگ گئی۔

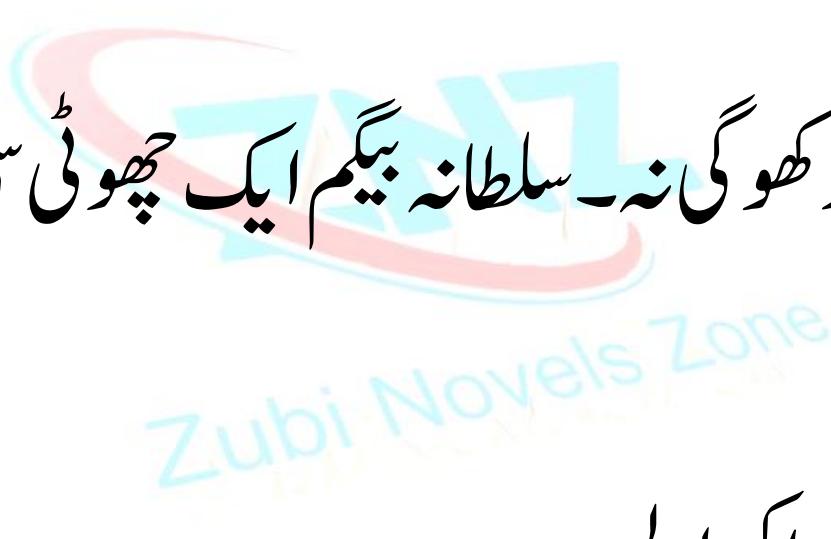
سلطانہ بیگم آج بھی رات کے دوسرا رہے پھر میں سٹور رو م میں داخل ہوئی اور پھر الماری سے سفلی عمل کے لیے استعمال ہونے والی ہڈی نکالنے لگی اور ہمیشہ کی طرح دائرة بنایا کر اپنے کپڑے ایک طرف رکھ کر بلی کا خون بدن پر مل کر دائرة میں جائیجھی اور پھر دیا جلا دیا اور پتلے پر کفریہ کلمات پڑھ کر

پھونکنے لگی اور پھر ایک ایک سوتی اُس میں چبانے لگی مگر اس بار کچھ نہ ہوا آدھا گھنٹہ گزر گیا مگر باہر سے آتی علی کی آواز پر وہ چونکی۔

امی کہاں ہیں پلیز باہر آئیں بچالیں مم... مجھے یہ لوگ مارڈا لیں گے۔ علی کی خوف سے بھر پور آواز سن کروہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ظاہر ہے ماں تھی چاہے جو بھی کریں مگر اولاد کی ایک تکلیف پر تڑپ اٹھتی ویسے ہی سلطانہ بیگم کی بھی ممتا جاگ اٹھی تھی۔ علی کی مسلسل باہر سے رونے کی آوازیں آرہی تھیں ابھی وہ دائرے سے قدم باہر نکالنے ہی والی تھی جب ایک ہوا کہ جھونکا سا آیا اور دیا بوجھ گیا بلب ٹوٹ گیا۔ وہ گڑ بڑا گئی اور پھر سمجھ گئی یہ سب انہیں دائرے سے باہر نکالنے کے لیے کیا گیا ہے وہ واپس دیا جلا کر اپنی جگہ سے بلب کے ٹوٹے ہوئے کاچ کے ٹکڑے سامنڈ کرتی بیٹھ کر پڑھائی کرنے لگی اور ہڈی کو اٹھا کر کچھ پڑھ کر اُس پر پھونک مارتی اور پھر اُس ہڈی کو خون میں بھگو کر اُس پتلے کے سر پر لگاتی۔ یہ عمل مزید دوبار کر نارہ گیا تھا جب علی کی فقیر انہیں ہدایت کی زوردار چیخ کی آواز پر انہیں اپنادل بند ہوتا محسوس ہوا مگر

تھی دائرے سے باہر مت آنا چاہے آندھی آئے یا طوفان وہ عمل جاری رکھتی رہی علی کی آواز اب آنابند ہو گئی تھی وہ سکون کا سанс لیتی عمل کرنے لگی تبھی کمرے کا سامان ایک دم سے ہوا میں معلق ہوا تھا سلطانہ بیگم کو اپنے ہاتھ پاؤں پھولتے محسوس ہوئے کمرے میں سامانِ ادھرِ ادھر تیز رفتار سے جانے لگا مگر جب دائرے میں نہ آیا تو وہ پر سکون ہوتی عمل کا آخری کام بھی سرانجام دے گی۔ حیرت کی بات تو انکے لیے یہ تھی کہ جب وہ عمل مکمل کر گئی تو بلب بھی ویسے ہی جلنے لگا اور جو سامان کچھ ڈرپہلے ادھرِ ادھر ہو رہا ہے تھا ب اپنی جگہ پر ہی تھا وہ حیران ہوتی جلدی سے سامان سمیٹ کے شاور لے کر تیزی سے اپنے کمرے میں چلے گئی تھی مگر نیندؤں کی آنکھوں سے آج بھی کو سوں دور تھی۔ جب ماضی کی ایک لہر انکی نظروں کے سامنے آئی۔

فائزہ کے ہاں بیٹی ہوئی ہے۔ صابر صاحب تیزی سے کچن میں داخل ہوتے سلطانہ بیگم سے بولے جو کھانا بنانے میں مصروف تھی سمجھی..... سلطانہ بیگم خوشی سے پاگل ہونے کے درپر تھی۔ میں شال لے کر آتی ہوں پھر دیکھنے چلتے ہیں سلطانہ بیگم تیزی سے کمرے سے شال لے کر آتی اور صابر صاحب کے ہمراہ ہسپتال روانہ ہو گئی۔



فائزی اسکا نام ارتھ رکھو گی نہ۔ سلطانہ بیگم ایک چھوٹی سی خوبصورت بیگی کو گود میں لیتی بولی۔

بلکل۔ فائزہ بیگم مسکرا کر بولی۔

حال

سلطانہ بیگم کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر خسار پر گرا تھا جسے وہ بے دردی سے رکڑ گئی تھی۔

ماضی

حارث صاحب کی شادی فائزہ بیگم سے ہوئی تھی سلطانہ بیگم اپنے کمرے میں
بند تھی آج انکا خواب ٹوٹا تھا انہیں لگتا تھا وہ واحد ہیں حارث صاحب کی
زندگی میں مگر تکلیف تو تب ہوئی جب پتہ چلا وہ تو انھیں محض ایک دوست

سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے

سلطانہ بیگم کا خود کے جذبات پر قابو پانا مشکل ہو گیا تھا انہوں نے بہت وقت
لگایا آخر کار سنبھل گئی۔

دو سال بعد

سلطانہ بیگم کی شادی کو دو سال ہو گئے تھے انکا ایک سال کا بیٹا تھا جس کا نام
انہوں نے علی رکھا تھا جب کے فائزہ بیگم کی کوئی اولاد نہ تھی دن تیزی سے

گزر رہے تھے ایک دن صابر صاحب گھر میں داخل ہوئے اور پھولتی سانس کے ساتھ بولتے ہوئے آرہے تھے۔

فائزہ کے ہاں بیٹی ہوئی ہے۔ صابر صاحب تیزی سے کچن میں داخل ہوتے سلطانہ بیگم سے بولے جو کھانا بنانے میں مصروف تھی سچی..... سلطانہ بیگم خوشی سے پاگل ہونے کے درپر تھی۔ میں شال لے کر آتی ہوں پھر دیکھنے چلتے ہیں سلطانہ بیگم تیزی سے کمرے سے شال لے کر آتی اور صابر صاحب کے ہمراہ ہسپتال روانہ ہو گئی۔

فائزی اسکا نام ارتھ رکھو گی نہ۔ سلطانہ بیگم ایک چھوٹی سی خوبصورت بچی کو گود میں لیتی بولی۔

بلکل۔ فائزہ بیگم مسکرا کر بولی۔

دِن بہت بہترین گزر ہے تھے ارتھ دو ماہ کی ہو گئی تھی سلطانہ بیگم کو جود کھ
ہوا تھا وہ کہیں پچھے چھوڑ چکی تھی جب تقدیر نے ایک بار پھر بازی پلٹی اور
ایک ایکسیڈنٹ میں حارت صاحب اور فائزہ بیگم اپنی جان کی بازی ہار گئے اور
سلطانہ بیگم ارتھ کو اس سب کا قصور وار سمجھنے لگی۔

لوگ بہت آسانی سے انسان کو قصور وار ٹھہرایا دیتے ہیں مگر یہ بھول جاتے
ہیں کہ غم اور خوشی دونوں ہی اللہ کی طرف سے ہے انسان اشرف اخلاق
ہے مگر کبھی کبھی وہ جانور بن جاتا ہے جو بس آئینے کا ایک رُخ دیکھتا ہے اور
عقل کو استعمال کرنا تو اپنے اوپر حرام کر دیتا ہے یہی سلطانہ بیگم کے ساتھ
بھی ہوا جو آگ اُنکے دل میں پچھلے پائیں سال سے جل رہی تھی اُسے ہوا اُنکی
پڑو سن نے دیدی تھی اور ایک ایسے راستے پر لے گئی تھی جہاں جانے کے بعد
واپسی بہت کم لوگوں کے لیے ممکن ہوتی ہے۔

اسلام و علیکم۔

علی کی آواز پر سلطانہ بیگم نے دروازے کی طرف دیکھا اسے اتنا جلدی گھر دیکھ کر انگلی آنکھیں حیرت سے کھل گئی اُنکے دماغ میں کل رات والا واقعہ اک دم سے تازا ہوا تھا اور وہ اپنی ہی سوچ میں گم ہو گئی تھی۔
امی کہاں کھو گئی پوچھنیگی نہیں کے آج جلدی کیسے آگیا۔ علی نے جب دوبارہ آواز دی تو وہ اپنی سوچ کے بھور سے باہر آئی تھی۔

ہاں..... ہاں بتاؤ طبیعت ٹھیک ہے نہ آج جلدی کیسے آگئے۔ سلطانہ بیگم کی زبان لڑ کھڑا گئی۔

امی میرا پر و موشن ہو گیا ہے اسی خوشی میں ہم آج ڈنر باہر کریں گے۔ علی پر جوش لہجے میں بولا تو سلطانہ بیگم اُسے دعا میں دینے لگی اور کچھ سوچ کر ڈنر پر جانے سے منع کر دیا علی اور ارتজہ دونوں کے بہت اسرار کے بعد بھی وہ نہ مانی اُنہیں لگا تھا کل کا آخری چلا اُنکی زندگی خوشیوں سے بھردے گا مگر یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ کل کیا ہو گا انسان تو بس سوچ سکتا ہے۔

ارتچ تیار ہو رہی تھی جب اُسے کوئی نادیدہ مخلوق کی نظر وں کی تپش اپنے اوپر محسوس ہوئی وہ آئینے کے سمنے کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی مگر پھر بھی جب اُسکا وحیم ختم نہ ہوا تو میکپ کرنے سے پہلے جا کرو ضوکر آئی اور پورے کمرے میں سورہ بقرہ کا پانی چھڑک کر تیار ہونے لگی اُسکا تیار ہونے کا وقت سکون سے ہی گزرا تھا مگر کمرے کے باہر اچنک سے تمام لاٹھ اُسے بند ہوتی دیکھی اور اُس میں ایک لمبے سیاہ بالوں والی لڑکی ایک کونے بیٹھ کر روتی دکھی۔

کک... کون ہے وہاں۔ ارتچ اپنے ڈر پر قابو پاتے بولی مگر سامنے سے کوئی جواب نہ پا کر اُسے تھوڑا خوف محسوس ہوا مگر پھر بھی دل میں آیات الکرسی کا ورد کرتی زور سے بولی۔

کون ہے وہاں۔ ارتھ قدم آگے بڑھا رہی تھی پچھے علی جو واش رو م سے باہر آیا تھا اسکی ایسی حالت غور سے دیکھ رہا تھا جو نجانے کس سے بت کر رہی تھی سامنے تو کوئی نہیں تھا۔

ارتھ کی نظر اس شیشے جیسے گملے پر پڑی جو دیکھنے میں بہت خوبصورت تھا اور وہ بہت شوق سے لائی تھی مگر اس میں ہر کسی کا صاف عقص نہیں مگر دھنڈلا، ہی دکھتا ضرور تھا مگر اس روئی ہوئی لڑکی کا نہیں دکھائی دے رہا تھا ارتھ کمرے سے قدم باہر نکالنے، ہی واپسی جب علی نے پچھے سے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ زور سے چینخنے لگی۔

ارتھ میں ہوں کالم ڈاؤن کس سے باتیں کر رہی ہو۔ علی نے فکر مندی سے پوچھا۔

وہ... وہاں.... کک.... کوئی... تھا۔ ارتھ کے لبھ سے ڈر واٹھ تھا جب کے علی کوئی نفسیاتی مسئلہ سمجھ رہا تھا ارتھ نے پچھے مرڑ کر دیکھا وہاں اب کوئی نہیں تھا۔

کوئی نہیں ہے تم ایسی پریشان ہو رہی ہو چلوا بھی چلتے ہیں اس بارے میں بد میں بت کر یہنگے۔ علی اسکی حالت سمجھتے پچکارتے بولا تو وہ بھی اثبات میں سر ہلاگئی۔



وہ دونوں جیسی گھر سے باہر نکلے درد انہے بیگم اپنے عمل میں لگ گئی اور سہن میں لگی آم کے پیڑ کے گرد گھومتی پڑھائی کرنے لگی اور اس پڑھائی کے دوران انہیں اپنے پچھے فوج محسوس ہوئی جیسے پہلے تو انہوں نے نہیں دیکھا مگر جب پڑھائی مکمل کرنے کے بعد وہ وہی پتلائجوار ارتھ کے بیڈ کے نیچے رکھا تھا وہ کی تو سامنے بہت سے خوفناک شکلیں دیکھ کر وہ ایک قدم پچھے ہوئی تھی مگر پچھے بھی سرجھکائی خوفناک شکلیں دیکھ کر انکو آج صحیح معنوں میں

پچھتا وہ اتنا مگر پھر ہمت کرتی اُس پڑکے پاس گئی اور پھر اُس پتلے پر پڑھائی کرتی رہی پھر تیزی سے اُسے واپس جگہ پر رکھ کر کمرے میں بند ہو گئی اور اپنے کمبل سے باہر سر نہیں نکالا۔

علی ارتھ کوریسٹورینٹ لے آیا تھا بتوودہ نارمل ہو گئی تھی دونوں باتیں کرتے کرتے کھانا کھا رہے تھے جب ارتھ کو اچانک ٹھس کا لگا رکھ کھانے لگی علی اسکے لیے پانی لے کر اٹھا مگر اسکے منہ سے نکلتا خون اور اُس میں چھوٹی چھوٹی سویاں دیکھ کر علی کو اپنے ہاتھ پاؤں پھولتے محسوس ہوئے تھے۔ علی اُسے ریسٹورینٹ سے سیدھا ہسپتال لے گیا طرح طرح کے ٹیکٹ ہوئے مگر ساری رپورٹس کلیئر آئی رات کے دونج گئے تھے علی کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی مگر گھر آتے اسکی نظر مسجد پر پڑی تو تہجد ادا کرنے کے بارے میں سوچتے اُس مسجد میں چلا گیا وہ محلے کی واحد مسجد تھی جہاں مردوں اور

عورتوں دونوں کے لیے نماز کا انتظام تھا اور علیحدہ پورشن بنایا گیا تھا اور دن ہو
یارات کسی بھی وقت وہ کھلی ہوتی تھی۔

ارتج نماز ادا کرے پھر چلتے ہیں گھر۔ علی کے کہنے پر وہ دونوں وضوبناتے اندر
چلے گئے

سلطانہ بیگم کب سے انتظار کر رہی تھی مگر اب تک نہیں اے تھے وہ دونوں
اب تو عمل کا وقت ہوتا جا رہے تھا وہ ہمت کرتی اٹھی اور دروازے کی جانب
بڑھی مگر دروازہ کھولتے ہی سامنے بہت سے نورانی چہرے والے لوگوں کو دیکھ
کر انہیں حیرانگی ہوتی تھی انہوں نے آگے جانے کی کوشش کی مگر ایسا گا
جیسے وہ کسی لپیٹ سے ٹکڑا کرو اپس گرجاتی ہو کوئی بیس منٹ کی محنت کے بعد
وہ اسے سٹور روم میں پوچھی اور عمل شروع کر دیا کچھ ہی دیر ہوتی تھی جب
انہیں وہی نورانی شکلوں والے انہیں اپنے دائرے کے باہر دیکھے انہیں آج

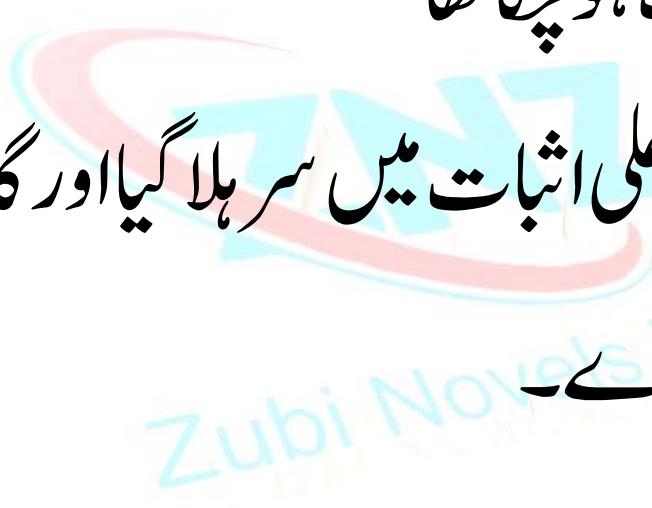
پہلے کے دنوں کے مطابق زیادہ خوف آرہا تھا اور اسی خوف میں وہ خون جو اُنہوں نے بلی کو مار کر جمع کیا تھا سارا گر گیا وہ ابھی اس بات سے سنبھل بھی نہیں پائی تھی جب نورانی شکلوں والے غائب ہو گئے مگر پھر خوفناک شکلوں والے واضح ہوئے اور سلطانہ بیگم کو کسی نادیدہ طاقت نے زور سے دیوار میں اور پھر بالوں سے کھینچتے زمین پر اٹھا کر پٹک دیا اسی سب میں اُنہیں اچانک مارا فقیر اکی بات یاد آئی۔



جب کبھی عمل الٹا ہو جائے تو یہ کلمات دہرانا نجح جائیگی ورنہ ماری جائیگی۔ سلطانہ بیگم نے وہی کلمات دہرانا شروع کیے کچھ ہی ڈر میں اُنہیں اپنے اوپر آتا وزن ہلاکا پڑتا محسوس ہوا تو وہ تیزی سے کپڑے لیتی نیچے بھاگی تھی خوف سے اُن کا جسم کپکپا رہا تھا۔

علی نماز پڑھ کر عورتوں کے بنے الگ حصے کے باہر انتظار کر رہا تھا جب سامنے سے ارتھ آتی دکھائی دی۔

پڑھ لی نماز۔ علی نے پوچھا ارتھ کا پُر سکون اور پُر نور چہرہ سکون دے رہا تھا کچھ دیر پہلے کاڈر کہیں غائب ہو چکا تھا جی چلیں اب۔ ارتھ بولی تو علی اثبات میں سر ہلا گیا اور گاڑی میں بیٹھتے دونوں گھر کی طرف نکل پڑے۔



وہ دونوں گھر پہنچے تو گھر میں گھر اسٹانٹا پایا آرام سے جا کر علی سو گیا مگر ارتھ کا ذہن اب بھی آج ہوئے واقعے میں اٹکا ہوا تھا۔

صبح سے سلطانہ بیگم کمرے سے باہر نہیں آئی تھی ارتچا ب پریشان ہو رہی تھی کی بار دروازہ بخنے پر بھی وہ نہ آئی تو ارتچ نے علی کو کال لگادی۔

چشم بدّور کیا بات ہے آج تو بیگم نے خود یاد کیا ہے۔ علی شوخ لمحے میں بولا۔ علی بعد میں مذاق کر لیے گا کچھ بتانا ہے آپکو پانچ منٹ سیریس ہو جائیں۔ ارتچ مصنوی عصے سے بولی۔

اچھا بولو سن رہا ہوں۔ علی منہ بسور کر بولا تو ارتچ اُس کا منہ بنانا نظر انداز کرتی اپنی بات کرنے لگی۔

علی امی دروازہ نہیں کھول رہی کب سے دروازہ بچارہ ہی ہوں کوئی جواب بھی نہیں دے رہی مجھے بہت پریشانی ہو رہی ہے۔ ارتچ پریشان سی بولی اسکی بات سن کر علی بھی پریشان ہو گیا۔

مم... میں آتا ہوں۔ علی گھبراہٹ میں اتنا کہتا کاں کٹ کر کے تیزی سے
آفس سے نکل گیا۔

سلطانہ بیگم کو درد کی تیسیں اپنے سر میں اٹھتی محسوس ہو رہی تھی اور جسم پر
جگہ جگہ نیل کے نشان تھے۔



وہ پریشان پڑھی ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ ارتخ کے نماز کے وقت وہ کوئی
ٹیوب لگا لیں مگر باہر سے آتی علی کی آواز نے انکی سوچوں کے تانو بانو سے انہیں
باہر نکالا اور مجبوراً دوپٹہ ٹھیک سے پیٹی دروازہ کھولنے چلی گئی۔

ہاں بولو پیٹا اتنا جلدی آگئے گھر۔ سلطانہ بیگم تحمل سے بولی

آپ دروازہ کیوں نہیں کھول رہی تھی صبح سے میں اور ارتح کو شش کر رہے ہیں۔ علی پریشانی سے کہنے لگا ارے بیٹا آنکھ لگ گئی ہو گی۔ سلطانہ بیگم علی کو مطمئن کرتی بولی طبیعت ٹھیک ہے آپکی۔ علی سلطانہ بیگم کے ماٹھے پر انگلیاں رکھتا بولا ہاں بیٹا میں ٹھیک ہوں تم ایسی پریشان ہو گئے۔ سلطانہ بیگم علی کو مطمئن کرنے میں لگی تھی جب پچھے سے ارتح کھانے کی ٹرے لے کر آئی۔ امی آپ ناشتا کر لیں پھر بھلے آرام کر لیے گا۔ ارتح ٹرے آگے کرتی بولی اک دم سے اُنکے دماغ میں پرانی بات گھومی تھی۔

پھوپھوک لگ رہی ہے میں بھی بریڈ اور جہنم کھانا ہے۔
تو جا کر خود لے لو مجھے مت بتاؤ۔

امی آپ سے بات کر رہی ہے ارتح کھاں کھو گئی۔

کہیں نہیں۔

چلیں پھر اندر چلیں کھانا کھا لیں۔

ماضی

گھر میں میت رکھی ہوئی تھی اُنکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے وہ تو یہ سوچ رہی تھی کہ اگر محبت نہ بھی ملی تو خیر ہے خوش تو ہے نہ مگر اللہ کے سوا کون جانتا ہے کہ کس کی زندگی کتنی ہے مگر انسان تو خود غرض ہے وہ تو بھول جاتا ہے کہ وہ خدا نہیں ہے اسکے اوپر ایک رب ہے۔

سلطانہ بیگم اپنی ہی سوچو کے تابو بانو میں مگن آنسو بہار ہی تھی جب کسی بچی کی رونے کی آواز پر چونکی تو انھیں یاد آیا حارت صاحب کی اولاد جو منہوس تھی پیدا ہوتے ہی ماں باپ کو مار دیا اُسے بھی تو زندگی کی سرد مہریو میں دھکیلنا ہے

تو اٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے میں گئی۔ کتنے ظالم ہوتے ہیں نہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ وہ بچی منہوس کیسے ہو سکتی ہے جسے اللہ نے خود رحمۃ قرار دے دیا آخر وہ بچی اپنے ماں باپ کو کیوں مارنا چاہے گی جو خود ابھی تک ماں باپ نام سے آشنا بھی نہیں مطلب بھی ٹھیک سے نہیں جانتی اگر وہ اس بات پر قادر ہوتی تو یقیناً خود مر جاتی مگر ماں باپ کو بچا لیتی اسکے بھی تو ماں باپ جدا ہوئے تھے مگر پر واہ کسے تھی۔

سلطانہ بیگم آئی اور اس معصوم دو ماہ کی بچی کو مار کر اپنی بھڑاس نکالنے لگی مگر باہر سے آتی صابر صاحب کی آواز پر روکی۔

سلطانہ بچی کی رورہی ہے چپ کر اؤاسے۔ صابر صاحب جنازہ اٹھانے کا وقت ہو گیا ہے بتانے آئے تھے مگر ارتعج کے رونے کی آوازیں سن کر کمرے کی طرف آتے ہوئے بولے مگر سامنے سے خاموشی سن کر کمرے میں داخل ہوئے تو سلطانہ بیگم بچی کو گلے سے لگا کر سُلنے لگی۔

جی چپ کرانے کی کوشش کر رہی ہوں ہی نہیں رہی۔ سلطانہ بیگم نے مخصوصیت سے کہا۔

کوشش کروں اگر نہ ہوئی تو میں بعد میں آکر اسی چپ کر دو گا۔ اتنا کہتے صابر صاحب چلے گئے سلطانہ بیگم واپس اپنی بھڑاس نکالنے لگی۔

اسی طرح دن گزرتے جا رہے تھے ارتھ بڑی ہو رہی تھی سلطانہ بیگم علی اور صابر صاحب کے سامنے ارتھ کو اتنا پیار دیتی کہ وہ پا گل اپنے بچپن میں ہونے کی وجہ سے انکی جھوٹی محبت میں اُنکا جا رہا نہ رو یہ بھول جاتی اور جب علی اور صابر صاحب موجود نہ ہوتے تو وہ اسکے ساتھ ایسا سلوک رکھتی کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی نہ رکھے۔

حال

سلطانہ بیگم فقیرا کے پاس آئی تو اسے سارا ماجرا کہہ سنایا تو اس نے ایک منٹ لگایا ہو گا اس سب کی وجہ سمجھنے میں۔

کہا تھا نا اسکو نماز نہیں پڑھنے دینا اب عمل کے لیے تمہیں پورے چاند کا انتظار کرنا ہو گا جب کالی طاقتیں عروج پر ہوتی ہیں سمجھ رہی ہونہ گرہن کی رات ہے دس دن بعد مگر یاد رہے جو پڑھائیں بتائی ہے بس وہ تم کرتی رہنا اس تسبیح پر باقی دس تاریخ کو دیکھیں گے۔

جی فقیر ابی بی۔ سلطانہ بیگم اتنا کہتی آستانے سے نکل کر سیدھا گھر پہنچی تو ارتح کو عصر کی نماز پڑھتے پایا تو وہ تسبیح و تاب کھاتی کمرے میں چلی گئی۔

ارتح سورہ ہی تھی جب کروٹ لی تو خود کو کسی بھوسے پر لیٹا دیکھ کر اک دم سے پوری آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا سامنے فصلے تھی وہ حیران تھی وہ یہاں کیا کر رہی ہے جب اٹھ کر آس پاس آوازیں دے کر علی کو پکارنے لگی مگر

کوئی جواب نہ پا کر اٹھ کھڑی ہوئی جب سامنے سے بہت سارے لوگ کفن
بندھے خون میں ڈوبے چلتے آ رہے تھے ارتھ کو اپنی سانسیں بند ہوتی
محسوس ہوئی ابھی وہ کوئی پڑھائی یاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی جب اُس
کے آس پاس نور بکھر گیا اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھی۔

وہ گھرے گھرے سانس لے رہی تھی پانی نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو جگ
میں پانی کی جگہ خون دیکھ کر اسکی چینیں نکل گئی۔ علی گڑ بڑا کراٹھا تو پہلے تو
معاملے کو سمجھنے کی کوشش کرتا بولا۔

ارتھ یار کیا ہو گیا ہے آدمی رات کو

خ..... خون علی جگ میں خون تھا۔ ارتھ رو تے ہوئے بولتے ہوئی جگ کی
طرف اشارہ کرنے لگی۔

پانی ہی ہے تمہیں پتہ نہیں آج کل کیا ہوتا جا رہا ہے کل چلناتم میرے ساتھ
مولوی صاحب کے پاس۔ علی عنصے میں آگیا تھا اسکی بات سن کر اور جگ میں
پانی دیکھ کر تو ارتھ کی ایک دم ہچکیاں تھیں اُس نے جگ کو دیکھا پانی دیکھ کر

وہ حیران اور پریشان ہوتی اٹھ کرو شرم میں بند ہو گی آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا وہ اب تک باہر نہیں آئی تھی علی کو اب خود پر غصہ آ رہا تھا وہ ویسے ہی ڈری تھی فضول میں ڈانٹ دیا میری غلطی ہے نائیٹ بلب کس بیوقوف نے کہا تھا کہ ریڈ گلر کا لا ڈر کی وجہ سے ہی تو لیا تھا۔

اری۔ ارتج بامہر آئی تو علی نے اُسے پکارا مگر ارتج بناؤس کی طرف دیکھے نماز پڑھنے کھڑی ہو گی تو علی یہ سوچ کر سیدھا لیٹ گیا کہ مل صبح چھٹی بھی ہے تو آرام سے بات کرے گا اور نماز کے مکمل ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

ماضی

کچھ عرصہ بعد

صابر صاحب کی طبیعت خراب رہنے لگی تھی کچھ عمر کی وجہ سے کچھ اُنکی
لاپرواہی کی وجہ سے ابھی بھی کمرے میں لیٹئے تھے تیز بخار میں تپ رہے
تھے جب سلطانہ پیگم سوپ لے کر آئی۔

K_A_I_N_A_T A_A_M
 —I_R



میری بات سنو سلطانہ۔ صابر صاحب نے نرمی سے مخاطب کیا سلطانہ پیگم
نے سوپ ٹیبل پر رکھ کر غور سے اُنھیں دیکھا پھر سوالیہ نظر وں سے اُنھیں
دیکھنے لگی۔

K_A_I_N_A_T A_A_M
 —I_R

میں نے حارث سے وعدہ کیا تھا ایک۔ صابر صاحب ٹھہر کر بولے تو سلطانہ بیگم کے کان حارث کے نام پر کھڑے ہوئے تھے کیسا وعدہ؟؟۔ سلطانہ بیگم نے سوال کیا۔

میں ارتھ کا ہمیشہ خیال رکھو گا اور اُسے اپنی بیٹی بنائے رکھو گا مجھے لگتا ہے اب میرے دن قریب آرہے ہیں ارتھ اور علی کی شادی کر دینی چاہیے تاکہ ہمیشہ وہ بیہیں رہے۔ صابر صاحب نے اپنی بات مکمل کی تو سلطانہ بیگم بے یقین نظرؤں سے انہیں دیکھنے لگی۔

مگر ابھی تو وہ دونوں بچے ہیں۔ سلطانہ بیگم ناگواری چھپاتی ہوئے بولی۔

ہاں تو ابھی نکاح کر دینگے بعد میں رُخ..... صابر صاحب بول، ہی رہے تھے جب سلطانہ بیگم نجح میں بول پڑی۔

K_A_I_N_A_T A_A_M

_I_R

می..... یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ مجھ سے پوچھے بغیر یہ فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں بھلا میں کسی کو بھی بہوبالوگی ارتخ کو نہیں آپ نے توحد ہی کر دی وہ بچپن سے آپکی بیٹی ہی بن کر رہ ہی ہے آگے بھی بیٹی بنانے کر کھینچت کر دیں مگر اس منہوس کو میں بہو نہیں بناؤ گی جو اپنے ماں باپ کو کھاگئی وہ میرے بیٹے کو کیسے چھوڑ دیگی بھلا کبھی نہیں۔ سلطانہ بیگم اکدم سے بھڑک اٹھی تھی صابر صاحب حیران تھے جو اُس پر اتنا پیار نجحاور کرتی کرتی ہیں وہ بھلا کیسے اس طرح کہ الفاظ استعمال کر سکتی ہیں۔ انسان تو ہمیشہ حیران ہی ہوتا ہے وہ تو اللہ دلوں اور لوگوں کی عقولو سے واقف ہوتا ہے کسی کے چہرے پر کب لکھا ہوتا ہے کہ کون شخص کسکا دشمن بن جائے گا۔

K_A_I_N_A_T A_A_M

_I_R

سلطانہ میں فیصلہ کر چکا ہوں مزید بحث نہیں ہو گی۔ صابر صاحب اک دم طیش میں آتے بول کے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اگر آپ نے ایسا سوچا بھی تو یاد رکھیے گا میں آپ سے طلاق لے لو گی کبھی معاف نہیں کرو گی۔ سلطانہ بیگم زور سے روتے ہوئی چیخنی تھی جب کہ صابر صاحب کو انکی بات نے بہت ہر ٹکیا تھا مگر وہ ضبط کرتے گھر سے باہر نکل گئے انکی نظر سامنے سے آتے آس کریم لیے انیس سالہ ارتھ اور بیس سالہ علی باتیں کرتے ہوئے دکھے صابر صاحب اُن دونوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے گھر سے نکل گئے۔

K_A_I_N_A_T A_A_M

_I_R

علی کا نسٹیوٹ جانے کا وقت ہو رہا تھا مگر سلطانہ بیگم نے دروازہ نہ کھولا تو
باہر سے بولتا وہ باہر نکل گیا سلطانہ بیگم تسلی کرتی اٹھی گھر میں اس وقت
صرف ارتحا اور وہ موجود تھے وہ تیزی سے پچن میں گئی ارتحا پچن سمیٹنے میں
مصروف تھی وہ اسکے کھنے بالوں سے اُسے گھسیٹ کر کمرے میں پڑھ دیا۔

K_A_I_N_A_T A_A_M

_I_R

تم سمجھتی کیا ہو پہلے تمہاری ماں سب کچھ بر باد کر گئی میری خوشیاں کھائی اور
اب تم یہ کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ سلطانہ بیگم چیخ پڑی ارتحا سب کچھ

سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جب سلطانہ بیگم نے اُس پر تھپڑا اور لا تو کی برسات کر دی اور کمرے سے باہر نکل گئی اسکے جسم پر جگہ جگہ نیل کے نشان پڑ گئے تھے وہ کمرے میں کتنی ہی دیر سسکتی بلکہ رہی اپنے ماں باپ کو یاد کرتی رہی اور اُس کی آنکھ لگ گئی۔

K_A_I_N_A_T A_A_M



_I_R

علی اسکے کمرے میں آیا تو اسے بیڈ کے کنارے پر سر رکھے سویا پایا وہ پاس جا کر بیٹھ گیا اور اُس کا چہرہ تکنے لگا جو سوتے ہوئے بھی کسی معصوم بچی سے کم نہیں لگ رہی تھی مگر اسکے ہاتھ پر نیل کا نشان دیکھ کروہ ٹھٹھ کا اور جیسے وہ سارا معاملہ سمجھ گیا تھا رنج اسے کچھ نہیں بتاتی تھی مگر ایک بار وہ گھر میں داخل

ہوا تو سلطانہ بیگم اُسے مار رہی تھی اُسے اپنی ماں پر بہت افسوس ہوا مگر اسکے لیے وہ اسٹینڈ نہیں لے سکتا تھا فلکاں اُسے پہلے کچھ بننا تھا۔

K_A_I_N_A_T A_A_M
_I_R

 بس کچھ ٹائم اور برداشت کر لو میں نہیں چاہتا میں تم سے اظہار کر بیٹھو اور امی تھیں مزید تشدود کا نشانہ بنائیں بس ایک بار مجھے اتنا سٹیبلش ہونے دو کہ امی گھر سے جانے کا بھی کہیں تو میں نکل سکوں مجھے معاف کر دو ابھی کچھ نہیں کر سکتا۔ علی سر گوشی نما آواز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا اور الماری سے چادر نکال کر اسکے اوپر ڈال دی۔

K_A_I_N_A_T A_A_M

_I_R

سلطانہ بیگم کافون نج رہا تھا انہوں نے فون اٹھایا تو فون پر ملنے والی خبر نے اُن کو ہوش سے بیگناہ کر دیا وہ علی کو لے کر انا گانہ ہسپتال بھاگی صابر صاحب کے ایک دوست کی کال تھی جنہوں نے بتایا تھا کہ صابر صاحب کو ہارت اٹیک آیا ہے وہ ہسپتال لے کر گئے ہیں سلطانہ بیگم کو اپنادل بند ہوتا محسوس ہوا علی خود کی حالت پر قابو پار ہا تھا کیوں کہ اگر وہ ہمت ہار دیتا تو اپنی امی کو کیسے سنبھالتا سامنے سے ڈاکٹر آتے دکھائی دیے تو دونوں اُن کی طرف لپکے۔
ڈاکٹر صاحب میرے ابو کیسے ہیں ؟؟

K_A_I_N_A_T A_A_M

_I_R

آئی ایم سوری ہم انہیں نہیں بچا سکے کافی مجرہ اڑاٹ اٹیک تھا۔ ڈاکٹر اتنا کہتے چلی گئے علی اور سلطانہ بیگم پر قیامت ٹوٹی تھی سلطانہ بیگم کتنی ہی دیر پیش پر ساکت بیٹھی رہی علی انہیں ایک جگہ بیٹھا کر خود جنازے کے انتظامات دیکھنے لگا تھا سلطانہ بیگم جو افسردہ تھی ایک بات سوچ کر اُنکے دل کو اطمینان پہنچا تھا کہ اب علی اور ارتھ کی شادی کی بات نہیں ہو گی۔ مگر نصیب تو اللہ ہی جانتا ہے نہ کون کس کے نصیب میں ہے اور کس کو کس کی محبت ملے گی ہم صرف اپنی مرضی کی پلانگ کر لیتے ہیں مگر اللہ اُس سے زیادہ کوئی بھی بہترین فیصلے نہیں کر سکتا۔

K_A_I_N_A_T A_A_M
 —I_R

حال

آج نویں رات تھی انہیں آج اپنے عمل کی ایک آخری چیز کرنی تھی وہ علی اور ارتھ کے کمرے میں داخل ہوئی تو علی کی کچی نیند کھلی اپنے کمرے میں وہ اپنی ماں کو اس طرح آتے دیکھ کر ٹھٹکا مگر پھر ایسے بن گیا جیسے سورہا ہوا اور اُنکی ایک ایک حرکت پر نظر رکھنے لگا وہ ارتھ کے بال جو اسکے بندھے دوپٹے میں بنی چھیاں ہلکی سی دکھ رہی تھی ہلکے سے کاٹنے لگی اور پھر ایک کاغذ میں رکھ کر نکل گئی پیچھے کمرے میں علی اٹھ بیٹھا ارتھ کی طرف دیکھا جو بے خبر سورہی تھی دوپٹہ ابھی تک نماز کے سٹائل میں بندھا تھا جیسے ابھی نماز پڑھ کر سوتی ہو علی گھر اسنس بھر کر سوچ رہا تھا کہ آخر اسکی امی کو ارتھ کے بالوں کا کیا کرنا تھا مگر جب میں گیٹ کھلنے کی آواز آئی تو علی تیزی سے باہر جا کر پہلے اپنی امی کے کمرے میں دیکھنے لگا وہاں نہیں دکھی تو علی چابیاں لیتا گیٹ باہر

اسکی اپنی امی جاتی دکھائی دی اُسے سے بند کرتا تیزی سے نکلا ایک طرف
 اپنے اوپر یقین نہیں آیا پہلے تو اُسنے دل میں سوچا آواز دے مگر پھر کچھ سوچ
 کر انکا پیچھا کرنے لگا اُن کو ایک گھر میں جاتا دیکھ کر وہ حیران رہ گیا وہ فقیر اکا
 آستانہ تھا اُسے پہتہ تھا یہاں کوئی کالا جادو کرنے والی رہتی ہے مگر کون یہ نہیں
 پہتہ تھا اُس کو یقین نہیں آیا اسکی امی کا آخر یہاں کیا کام ایک کھڑکی پر نظر پڑی
 تو اُس کھڑکی سے وہ جھانکنے لگا جہاں اسکی امی اور ایک عورت بغیر کپڑے
 پہنے پیٹھی کچھ پڑھنے میں مصروف تھی وہ نظریں پھیر گیا مگر کمرے میں کی
 جانے والی ہر حرکت سے واقف تھا۔ کمرے کے ہر طرف دیے تھے ایک
 سٹار کے نقش میں بال رکھے تھی اور اسکے بھی ہر کونوں پر دیے رکھے تھے۔

K_A_I_N_A_T A_A_M

 _____ I_R

وہ دونوں اُن بالوں کو پیچ میں ایک بنے سٹار کے پیچ میں رکھا شلوک پڑھنے
میں مصروف تھی جب ایک دم سے کمرے میں جلانے کئے تمام دیے بوجھ
گئے اور بہت سی بیلوں کے سائے دکھنے لگے پھر آس پاس بہت سے کفن
بندھے لوگ دکھے جن کے کفن پر بہت ساخون موجود تھا۔

K_A_I_N_A_T A_A_M



_I_R

علی کو کوئی مخلوق تو نہیں دکھرہی تھی مگر اچانک دیے بجھنے پر اسکو اپنے جسم
میں سنسنی سی محسوس ہوئی اُس کو اپنی ماں پر بہت افسوس ہو رہا تھا مگر ابھی وہ
کچھ بولنا نہیں چاہتا تھا۔

K_A_I_N_A_T A_A_M
_I_R

ارتیج سورہی تھی جب اُس کی آنکھ کھلی علی اور سلطانہ بیگم دونوں کو گھر میں نہ پا کر وہ گھبرا گئی اُس نے کال کی تو علی کافون کمرے میں بخنے لگا وہ صحن میں بیٹھ کر دونوں کا انتظار کرنے لگی جب اُسے اپنے پیچھے کوئی کھڑا محسوس ہوا اُس نے گھبرا کر پیچھے دیکھا کوئی نہیں تھا وہاں۔

K_A_I_N_A_T A_A_M
_I_R

اُسکا جسم پسینے سے شرابوں ہو رہا تھا وہ پھر سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی
 جب اُسے اپنے پچھے پھر کوئی محسوس ہوا وہ گھومی تو ایک بہت خوفناک شکل
 والی عورت کو دیکھ کر اسکی چیخ نکل گئی وہ تیزی سے واشروم میں بھاگی اُسے
 کچھ سمجھنے آیا وہ واشروم میں کھڑی گھرے گھرے سانس لے رہی تھی پھر
 کچھ سوچتے وہ وضو کر کے باہر آئی جب اُسے کسی کے رونے کی آوازیں آنے
 لگی وہ باہر گئی تو کسی لڑکی کو گھٹنؤں میں منہ دبے روتے دیکھا۔



K_A_I_N_A_T A_A_M
 — I — R

وہ ڈرتی ہوتی اسکے پاس گئی اور اُسکا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرنے لگی جب اُسنے
 سراٹھیا تو اسکی خوفناک شکل دیکھ کر وہ کمرے میں بھاگی اور کمرہ بند کر دیا مگر
 جب دروازہ بند کر کے دروازے سے ٹیک لگا کر پچھے گھومی بہت سے کفن

بند ہے اور خون میں لت پت لوگ دیکھ کر اُس کو اپنا آپ فنا ہوتا محسوس ہوا
 وہ واپس کمرے سے باہر نکل گئی وہابھی گھرے گھرے سانس لے رہی تھی
 باہر آکر جب سامنے خوفناک شکلوں والے لوگ دیکھ کر اسکی چینیں نکل گئی
 مگر آیات الکرسی کا ذہن میں آتے ہی وہ ڈرتی ڈرتی تیزی سے آیات الکرسی کا
 ورد کرنے لگی پچھے نظر پڑی وہی کفن والے لوگ کھڑے تھے وہ زور زور
 سے روتے ہوئی آیات الکرسی پڑھ رہی تھی مگر کوئی بھی چیز اسکے پاس نہیں
 آرہی تھی اُسے ایسا لگا اسکے ارد گرد نور پھیل گیا ہو تبھی اُسے خوف سے
 اچانک چکر آئے اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔

K_A_I_N_A_T A_A_M

 _____ I_R

K_A_I_N_A_T A_A_M
_I_R

سلطانہ بیگم اور فقیر اعمل کر رہے تھے جب اچانک دونوں کے منہ سے خون
نکلا فقیر ابد مزاہوتی دوبارہ عمل میں مصروف ہو گئی اُسے ہارنا ہر گز نہیں پسند
تھا۔

K_A_I_N_A_T A_A_M
_I_R

وہ کافی دیر تک اپنا عمل کرتی رہی آخر کے دس منٹ میں سلطانہ بیگم کو ایسا لگا
 ان کے بالوں کو کسی نے مضبوطی سے تھاما ہے مگر کھینچ نہیں پا رہا انکو ڈر سے
 اپنی جان جاتی محسوس ہوئی مگر فقیر اکے ہوتے انہیں اپنا ڈر غائب ہوتا
 محسوس ہوا تھا پھر عمل مکمل کرتے ہی دیے جل گئے سلطانہ بیگم کپڑے پہننے
 لگی دیو کی روشنی میں جب سب واضح ہوا تو علی نظریں پھیر گیا پھر وہ تیزی سے
 نکلی علی وہی ساکت نظرؤں سے انہیں جاتا دیکھ رہا تھا پھر ان کے پیچھے جانے
 لگا جب انکو قبرستان میں جاتا دیکھ کر علی اب ہمت ہار رہا تھا اسکو اپنے قدم من
 من بھروسنی لگ رہے تھے۔

K_A_I_N_A_T A_A_M

 _____ I_R

اُنہوں نے خون سے ایک دائرہ بنایا اور پھر اس دائِرے کے سامنے والی قبر میں اُن بالوں کو جس پر اتنی محنت کری تھی وہ بادیا اور پھر اس دائِرے کو چونے سے گھرا کرنے لگی تاکہ کل وہ آرام سے مل جائے پھر وہ قبرستان سے نکلتی چلی گئی۔

K_A_I_N_A_T A_A_M



_I_R

علی پیر کے پیچھے کھڑا یہ سب افسوس اور تکلیف بھرے تاثرات لیے دیکھ رہا تھا اسے لگا تھا سال پہلے وہ سب ختم ہو چکا ہے مگر وہ نفرت میں اتنا آگے نکل جائیں گی یہ اُسے نہیں پتہ تھا اسکی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر ڈاڑھی میں جذب ہوا تھا اور پیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت سے نوازے اور جس سے چاہے ہدایت چھین لیتا ہے۔ وہ سلطانہ بیگم کو فلحال نہیں پتہ لگنے دینا چاہتا تھا

کہ وہ سب کچھ دیکھ چکا ہے جب وہ ان سے پہلے پہنچنے کے لیے شارت کٹ لیتا تیزی سے گھر کی طرف جانے لگا اسے ارتھ کی بھی ٹینشن ہو رہی تھی۔



علی جب گھر میں داخل ہوا تو ارتھ کو صحن میں بیہوش پڑاد دیکھ کر اُس کی جان نکل گئی وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا۔

ارتھ آنکھیں کھولو ارتھ۔ علی نے اُس کا سر گود میں رکھا اور پھر اُس کا چہرہ تھپ تھپانا شروع کر دیا مگر وہ ہوش میں نہ آئی اسکا جسم اس وقت کسی جلتے ہوئے کوئی کی مانند ہو رہا تھا جب کچھ نہ سمجھ آیا تو علی اُسے اپنی باہوں میں بھر کر کمرے کی طرف لے گیا احتیاط سے اُسے بیڈ پر لیٹا کر سامنے ٹیبل پر پڑے جگ

سے تھوڑا پانی لے کر اسکے چہرے پر چڑ کا مگر وہ ہوش میں نہ آئی تو وہ اُس پر کمفوٹر ڈالتا کمرے سے باہر نکل گیا کچھ دیر بعد وہ ٹھنڈے پانی کا باول لے کر آیا اور اسکے ماتھے پر پیاس رکھنے لگا اور پھر ڈاکٹر کو کال کر کے بلا یاد ڈاکٹرنے ارتھ کا معاشرہ کرنا شروع کیا پھر عجیب طریقے سے علی کو دیکھنے لگا۔ یہ کسی قسم کے خوف کا شکار ہوئی ہیں کیا؟؟۔ ڈاکٹر نے کہا تو علی کے دماغ میں ایک دم سے سلطانہ بیگم کا جادوئی عمل کرتا روپ لہرا یا تھا علی کو جواب دیتے نہ دیکھا تو ڈاکٹر اپنی بات کرنے لگا۔

میں انہیں انچیکشن لگادیتا ہوں آرام کریں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی یہ میڈیسین آپ انہیں وقت کی پابندی کے ساتھ دیجئے گا اللہ نے چاہا تو ٹھیک ہو جائیں گی۔ ڈاکٹر نے بولنا شروع کیا تو علی ہوش کی دنیا میں واپس آیا پھر ڈاکٹر کی ہدایات سن کر بس وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

جب علی ڈاکٹر کو دروازے تک چھوڑ نے جانے لگا اُسی دوران سلطانہ بیگم بھی گھر میں آئی مگر بیٹے کے کمرے سے ڈاکٹر کو نکلتا دیکھ کر فوراً ہی سیر ھیوں کی

طرف چھپ گئی جو اس وقت اندر ہیرے میں ڈوبی تھی علی دروازہ بند کرتا
اندر چلا گیا اس نے انہیں چھپتے دیکھ لیا تھا اسی لیے دروازہ بند کر کے کمرے
میں چلا گیا۔ سلطانہ بیگم اُسے جاتا دیکھ کر سکھ کا سانس لیتی اپنے کمرے میں
چلی گئی۔

علی کمرے میں آ کر ارجح کے پاس بیٹھا اور احتیاط سے اُس کا دوپٹہ اتار کر سائٹ پر
رکھا۔



سوری ارجح ایک بار پھر تمہارا خیال رکھنے میں ناکام ہو گیا مجھ سے ذیادہ مجبور
اور بزدل بھی ہو گا بھلا دنیا میں اپنی ماں کو اپنی آنکھوں سے سب کرتے دیکھتا
رہا مگر روک نہ پایا۔ ایک بار پھر ناکام ہو گیا مگر میں کیسے روکو؟ انہیں یہ سب
کرنے سے۔ علی رونے لگا تھا اسے وہ جان سے ذیادہ عزیز تھی اور ایک لڑکی
تب دنیا کی سب سے خوش نصیب لڑکی ہوتی ہے جب اُس کا محروم مرد اُس
کے لیے رو دیتا ہے کیوں کہ مرد دنیا کی کسی عورت کے لیے نہیں روتا

سوائے اپنی ماں کے مگر اگر وہ تمہارے لیے رورہا ہے تو سمجھ جاؤ اے بنت ہوا
تم خوش نصیب ہو۔

علی خاموشی سے آنسو بہاتا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا جب اُسے ایک سال پہلے کا واقعہ
یاد آیا۔



ماضی

صاحب صاحب کو گزرے تین سال ہو چکے تھے سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا
ارتھ کو تواب عادت ہو گئی تھی سلطانہ بیگم سے مار کھانے کی علی اپنی تعلیم
مکمل کر کے جاب ڈھونڈ رہا تھا زیادہ وقت نہیں لگا اُسے یہ سب کرنے میں
اُس نے اپنی جاب ہوتے ہی سلطانہ بیگم کو سلامی کڑھائی کا کام چھوڑنے کا کہہ
دیا تھا جو انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔ سلطانہ بیگم صحن میں بیٹھی کسی پڑوسن سے
خوش گپیوں میں مصروف تھی جب علی گھر میں داخل ہوا۔

السلام و عليكم۔

و عليكم السلام۔

امی میرے ڈاکو منٹس کہاں رکھے ہیں آفس میں دینی ہے اسکی کاپی۔

الماری سے لے لو۔

علیٰ انکی بات سنتا ان کے کمرے میں داخل ہوا الماری کی دراز کھول کر اپنے
ڈاکو منٹس لینے لگا جب اُس کی نظر اپنے ابُو کے فون پر پڑی تو یہ سوچ کر اٹھا لیا
کہ اسکے ابُو کی اس میں تصاویر تو ہو نگی وہ اپنے فون میں سینڈ کر لے گا کیوں کہ
اس کے لاکھ کہنے پر بھی سلطانہ بیگم اُسے صابر صاحب کی تصویرے نہیں
دیتی تھی۔

وہ فون جیب میں رکھتا تیزی سے نکل گیا آفس میں جا کے اُسنے فون آن کیا
اور پھر اپنے ابُو کی تصویریں دیکھنے لگا اُسی میں ایک ویڈیو تھی اُس نے وہ پلے
کی اور سننے لگا وہ ویڈیو ارتج کے پیدائش کے وقت کی تھی۔

فائزی اسکا نام ارتچ رکھو گی نہ۔ سلطانہ بیگم ایک چھوٹی سی خوبصورت بیگی کو گود میں لیتی بوی۔

بلکل۔ فائزہ بیگم مسکرا کر بوی۔

میں تو بھی ارتچ کو اپنی بہوبناو گا۔ صابر صاحب خوشی سے بولے تو حارث صاحب بھی اثبات میں سر ہلا گئے۔

میں بھی ایسا ہی چاہتی ہوں تاکہ میری بیٹی نظر وہ میں رہے میری۔ فائزہ بیگم نے مسکرا کر کہا

ٹھیک ہے تو پھر یاد رہے آج سے یہ ہماری امانت ہے تمہارے پاس۔ سلطانہ بیگم بول کر ارتچ کو پیار کرنے لگی جب ان کی نظر ویدیو بناتے حارث صاحب پر پڑی جن کو بچپن سے ہی ویدیو زبانے کا بہت ہی شوق تھا۔

حارث کیا تم بچوں کی طرح ویدیو بنارہے ہو۔ سلطانہ بیگم مصنوعی عضے سے بولی تو حارث صاحب بے ساختہ ہنس دیے۔

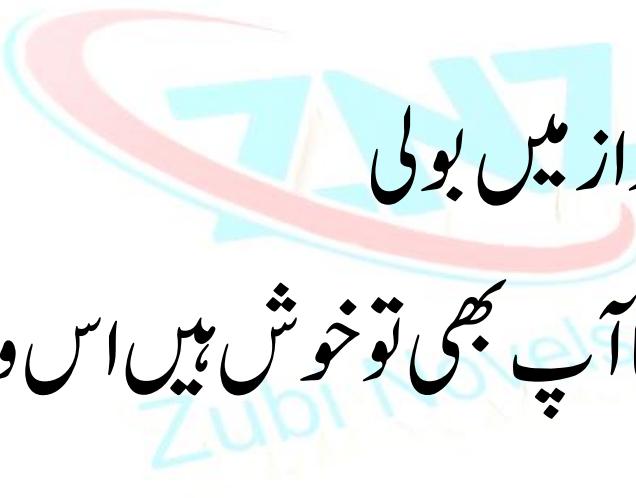
کیا ارتج اور میرا بچپن میں ہی رشتہ طے ہو گیا تھا۔ علی اچھل پڑا تھا اس کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا وہ آج ہی اپنی ماں سے بات کرنے کے بارے میں سوچتا آفس سے نکل گیا گھر پہنچا تو ارتج جس سے روئی جل گئی تھی اُسے مار کھاتا پایا تو علی ایک ہی جست میں اُس تک پہنچا اور اُسے اپنے مضبوط جسم کے پچھے چھپا لیا۔

امی چھوڑیں اسے اور آئندہ میں آپ کو اپنی منگیتر کے ساتھ ایسا سلوک کرتا نہ دیکھو۔ علی دھاڑا تھا پچھے کھڑی ارتج بھی پہلی بار اُسے اتنی زور سے بولتا دیکھ کر گھبرا گئی تھی وہی سلطانہ بیگم لفظ منگیتر پر اٹک گئی تھی۔
تم سے کس نے کہا یہ تمہاری منگیتر ہے یہ تمہاری کچھ نہیں لگتی۔ سلطانہ بیگم بھی چیخ پڑی تھی۔

ارتوج تم اندر جاؤ۔ علی سنجیدہ تاثرات لیے سخت لمحے میں بولا ارتوج ساکت نظرؤں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

ارتھ کچھ کہا ہے میں نے۔ علی اسکی حالت سمجھتا ب کی بار نرمی سے بولا تو وہ تیزی سے بھاگنے والے انداز میں کمرے میں گئی اور دروازہ بند کر دیا۔

اسکے جاتے ہی علی نے موبائل جیب سے نکالا اور انہیں وہ ویڈیو دکھائی۔ امی کیوں چھپایا اور اب بھی آپ یہ بول رہی ہیں وہ میری کچھ نہیں لگتی۔ علی آہستہ مگر سخت لمحے میں بولا۔



ہاں۔ سلطانہ بیگم دوڑک انداز میں بولی کیوں بابا نے یہ رشتہ جوڑا تھا آپ بھی تو خوش ہیں اس ویڈیو میں۔ علی حیرانگی سے بولا تھی مگر اب نہیں۔ سلطانہ بیگم پھر سے دوڑک بولی مگر کیوں۔ علی اُجھتا ہوا بولا

کیوں کہ وہ تمہارا باپ نہیں تھا جس نے رشتہ کیا تھا۔ سلطانہ بیگم سپاٹ چہرہ لیے بولی جب کے علی کو اب اپنا سر چکراتا محسوس ہوا یہ اکشاف تو اس پر پہلی بار ہوا تھا۔

امی آپ اپنے عضے کی وجہ سے یہ نہیں بول سکتی۔ علی خود کو مضبوط ثابت کرتا پھر دھڑا تھا۔

نہیں تھا وہ تمہارا باپ میری شادی اسلام سے ہوئی تھی حارث کے بھائی سے مگر تمہاری پیدائش کے کچھ ماہ بعد ہی اُسی کے دوست نے پیسو کے خاطر مار دیا تھا تب بھی حارث کے کہنے پر شادی کی تھی اور دوبارہ شادی حارث کے کہنے اور تمہارے خاطر کی تھی۔ سلطانہ بیگم ایک ہی سانس میں بول گئی علی کو ایسا لگا جیسے کسی نے اُسے پتھروں سے لہو لوہاں کر دیا ہو وہ کچھ کہہ نہیں پایا وہ گھر سے باہر نکل گیا۔

حال

پپ... پانی۔ ارتح کی کپکپاتی آواز پر علی اپنے ماضی سے ایک ہی پل میں باہر آیا تھا اور پانی کا گلاس اُس کی طرف بڑھایا وہ پانی پتی پھر سے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی جب کہ علی فخر کی ازان کی آوازیں سنتا اٹھ کھڑا ہوا کمرے سے باہر جا کر کمرہ لاک کیا تاکہ اُس کی امی کسی بھی صورت اُس تک نہ پہنچ سکے اور اگر دہاٹھتی تو خود ہی باہر آجائی کمرے کا لاک اندر سے کھول کر وہ گھر سے نکل کر مسجد کی طرف بڑھ گیا۔

سلطانہ بیگم کو نیند نہیں آ رہی تھی وہ کب سے کروٹیں لے رہی تھی انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ جو وہ چاہتی ہیں وہ ہورہا ہے مگر انہیں سکون کیوں نہیں آ رہا۔ پیشک سہی راستہ چھوڑنے پر انسان بے سکونی کا شکار ہو جاتا ہے اور

پھر مظلوموں پر ظلم کرنے اور دوسروں کی نیندیں اڑانے والے خود بھلاکیسے چین سے سو سکتے ہیں۔

علی نماز پڑھ کر مولانا صاحب کے پاس جا بیٹھا اور انہیں سب کچھ بتا دیا۔ بیٹھا اپنی ماں سے بات کر کے دیکھو کیا پتہ رک جائیں۔ مولانا صاحب نرمی سے بولے۔

مگر وہ نہ مانی تو کہ وہاں سب چیزوں میں پڑی ہیں تو۔ علی نے اپنا خدشہ بیان کیا۔

جب وہ عمل کرنے جائیں تب اُن کے سامنے جاؤ اور تب اُن کو گھر لے جا کر بات کرو اور بتاؤ کہ یہ سب شرک ہے۔ مولانا صاحب اطمینان سے بولے۔ اور میری بیوی اسکی کل سے بہت بڑی طبیعت ہے وہ بہت خوف کا شکار ہوئی ہے۔ علی نے کہا

میں کسی کو جانتا ہوں وہ اس بات کا توڑ کر دینگے اگر چاہو تو ملو سکتا ہوں۔ مولانا صاحب نے اپنے دوست کا ذکر کیا تو علی جلدی سے ہاں میں سر ہلا گیا اور ان کے ساتھ چل دیا۔

جب وہ مولوی صاحب کے ہمراہ پہنچا تو انہیں قرآن پڑھتے پایا۔ آور خوردار۔ شکیل صاحب خوش اخلاقی سے بولے۔ علی نے انہیں شروع سے لے کر اپ تک جو ہوا سب کچھ کہہ سنایا جو وہ دم سادھے سنتے رہے پھر، تمکھارا بھر کر بولے۔

معاملہ سنگین تو ہے مگر جو تم بتا رہے ہو قبرستان کا قبرستان میں پڑھائی اپنے عمل کی آخری کیل ٹھوکنے کے لیے کی جاتی ہے تمہیں اُن کور و کنا ہو گا میں تمہاری بیوی کے لیے یہ عہد نامے کا پانی دے رہا ہوں یہ اُسے پلانا ڈر نہیں لگی گا اُسے اور ہاں نماز کی پابندی کرنی ہو گی تمہیں اور جہاں تک مجھے پتہ ہے یہ کام فقیر اکا ہے اور اگر وہ ہے اس سب کے پچھے تو تمہاری ماں کی بلی، چھڑھا

دے گی اس لیے آج کے عمل میں انہیں مت ہی جانے دینا کوشش کرنا
روک لو مگر یہ بہت مشکل ہو گا اگر نہ روکیں تو کال لگا دینا میں آجائے گا فقیر ا
کچھ نہیں کر پائے گی۔

میں کوشش کروں گا بھی آپ مجھے اجازت دیں شکر یہ اللہ حافظ۔ علی اتنا کہتا
پانی لے کر تیزی سے نکل گیا۔



ارتعج کی آنکھ کھلی تو کمرے کی تمام لامٹس آندیکھی ارد گرد نظر دوڑاتی علی
نہیں تھا وہ اٹھ پیٹھی اُسے اپنے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھتی محسوس ہو رہی تھی
اک دم سے اُس کے دماغ میں رات والا واقع گھوما تو وہ کیپکپانے لگی خوف کی
وجہ سے اُسکا چہرہ پینے سے شرابو ہو گیا وہ واپس کمفورٹر منہ تک اوڑھ کر لیٹ

گئی اُس کا ایک ہاتھ کمفورٹر سے باہر تھا جب اُسے کچھ گیلا ہاتھ پر محسوس ہوا اُس نے سر باہر نکال کر دیکھا ہاتھ پر خون دیکھ کر اُسے اپنادل بند ہوتا محسوس ہوا وہ خون صاف کرنے لگی جب خون چھٹ سے تیز رفتاری سے گرنے لگا وہ تیزی سے بیڈ سے اٹھتی دروازے سے جا لگی اوپر چھٹ پر دیکھا وہاں ایک خوفناک شکل کی عورت دیوار پر الٹی چل رہی تھی ارتج جلدی سے دروازہ بجانے لگی دروازہ کھل رہی نہیں رہا تھا ارتج دروازے کے پاس رہی کونے میں بیٹھتی آیات الکرسی پڑھنے لگی اور زور زور سے دروازہ بجانے لگی لیکن کمرے کا لاک کھولا تو اُس نے سراٹھا کر دیکھا پہلے علی کو پھر چھٹ پر جہاں اب کچھ نہیں تھا جہاں خون تھا وہ جگہ خشک پڑی تھی وہ علی کے گلے سے جا لگی علی اُس کی حالت دیکھ کر سب سمجھ گیا مگر خاموشی سے اُسے دلا سہ دینے لگا اُس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ ارتج سے نظریں بھی ملا سکے یا اُس کو دلا سہ دے سکے یاروں کی وجہ پوچھئے اس سے ایک لفظ بھی زبان سے ادا نہیں ہو رہا تھا

اسی لیے خاموشی سے کھڑا رہا مگر اس لڑکی کارونا سے اندر تک زخمی کر رہا تھا۔

علی ارتھ کو چپ کرو کر کمرے میں لے آیا اور وہی پانی دیا جو وہ مولوی صاحب کے دوست سے لا یا تھا ارتھ پانی استعمال کر رہی تھی سارا دن ارتھ وضو میں رہی علی نے بھی آفس سے آف کر لیا تھا ارتھ کو سارا دن خوف محسوس نہیں ہوا تھا نہ کوئی نادیدہ مخلوق (خوفناک شکل والے لوگ) دکھے تھے سلطانہ بیگم اسکا پر نور چہرہ دیکھ کر حیران تھی رات تو ڈاکٹر آیا تھا پھر بھی وہ اتنی چیلکتی پھر رہی تھی سلطانہ بیگم کا دل کیا اسکو دوجو تے ماریں منہوس ماری پر اتنا کچھ کیا مگر اثر رہی نہیں کر رہا وہ دل میں سوچ رہی پائی اور علی کارویہ

اُن کو سمجھ نہیں آرہا تھا جو صحیح سے اُن سے بات نہیں کر رہا تھا اور پھر بھی سکون سے بیٹھا خوش گپیوں میں لگا ہوا تھا ارتنج کے ساتھ سلطانہ بیگم کو اپنے دل پر سانپ لوٹتے محسوس ہوئے تھے۔

رات میں جب سب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو علی آیا ارتنج کے پاس۔ ارتنج کچھ بات کرنی ہے۔ علی نظریں جھکائے لہجے میں شرمندگی لیے بولا تو ارتنج نے اُس کا چہرہ غور سے دیکھا جیسے اندازہ لگانا چاہرہ ہی ہو کہ آخر کیا بات ہے۔

جی بولیں۔ ارتنج پوری طرح سے اسکی طرف متوجہ ہوتی۔

ارتنج میں آج گھر سے باہر ہو نگارات میں شاید امی بھی تم اس دوران وضو کر کے جائے نماز پر بیٹھی رہنا اور چاہے جتنا بھی ڈر لگے مت ہٹنا جب تک میں نہ

آجائے پلیز۔ علی نے آرام آرام سے اُسے بتایا تو ارتھ کی سیاہ آنکھیں حیرت سے پوری کی پوری کھول گئی۔

ہیں آپ کس خوشی میں باہر ہونگے اور امی کیوں؟؟ ارتھ نے سوال داغا سکے سوال کا جواب دینا علی کو اتنا مشکل رکا جتنا وہ سوچ نہیں سکتی تھی علی کو اپنا آپ ز میں میں دھنستا محسوس ہوا مگر جھوٹ بولنا نہیں چاہتا تھا اور سوچ بولنے کی ہمت نہیں بن رہی تھی مگر پھر وہ سر جھٹک کر ارتھ کا ہاتھ پکڑ کر اُسے بیڈ پر پیٹھا کر خود گھٹنوں کے بل اُسکے پیروں میں بیٹھ گیا اور پھر ارتھ کو ہر بات سے آگاہ کرتا گیا علی کی باتوں پر ارتھ کو جھٹکا سالاگا تھا اُسے نفرت تو نہیں مگر بہت افسوس ہوا تھا۔

مم... معاف کر دو میں تمہیں محفوظ نہیں رکھ سکا۔ آخر میں علی اتنا کہتا رو پڑا تھا ارتھ پتھر کی بنی ہر بات سن رہی تھی مگر اُسکی سسکی پراؤں نے چونک کر دیکھا۔

علی مت روئے بس آپ امی کو روک لیں سب ٹھیک ہو جائے گا اور شرمندہ مت ہو آپ نے جیسا کہاں ہے میں ویسا ہی کرو گی۔ ارتھ اسے مطمئن کرنے لگی تو علی کے چہرے پر ہلکی سے مسکراہٹ آئی اتنی سیدھی ہے اب بھی صرف میرا سوچ رہی ہے۔ علی دل میں سوچنے لگا۔

لوگ تو سیدھا ہی سمجھتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ انسان کا ظرف کتنا بڑا ہے آج کل تو بہت کم لوگوں کا ظرف بڑا ہوتا ہے اور جن کا ہوتا ہے اللہ نے اُنکے دل کو ہر گند سے پاک رکھا ہوتا ہے۔

"اور پھر فرمایا گیا ہے" اور تم رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاوے گے

سلطانہ بیگم نے دن میں ہی وہ گڑیاں کالی تھی جس پر وہ عمل کرنے والی تھی رات کے بارہ بجے وہ سامان تیار کر کے بیٹھی دو بجے کا انتظار کر رہی تھی۔

علی جاگ رہا تھا ارتھ کو اُس نے سونے بول دیا تھا اور کہہ دیا تھا جب جائے گا
اٹھادیگا علی سر بیڈ کراؤن سے ٹکائے اپنے ماضی میں کہیں کھوسا گیا تھا

ماضی

علی تین دن تک گھر سے غائب رہا تھا سلطانہ بیگم نے ارتھ کو بہت ٹارچر کیا تھا
اُس کے پاس تو فون بھی نہیں تھا جو علی کو کال کر لیتی نماز پڑھ کر بیڈ پر لیٹی تو
علی کی باتوں کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جب سلطانہ بیگم کی باہر سے
چیخنے کی آتی آوازوں نے اُسے اپنی طرف متوجہ کیا ارتھ اپنا دوپٹہ سر پر لیٹی
تیزی سے باہر گئی تو علی کو کھڑا پایا پھر وہ معاملہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔
امی نکاح آج ہی کرو گا میں اُبھوں میں اُنہیں ہی مانتا ہوں جنہوں نے میری تربیت
کی اور پاسٹ سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ علی سپاٹ انداز میں بولا۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اگر تم نے ایسا کچھ سوچا بھی تو میں خود کو ختم کر لو گنگی۔ سلطانہ بیگم چلائی۔

اور اگر اپنے سوچا کہ آپ کچھ بھی الٹا کر بینگی اور نکاح رک جائے گا تو میں ابھی خود کو ختم کر لو نگا آپ کوار تج کو قبول کرنا ہو گا میری محبت ہے وہ۔ علی بھی چلایا ار تج دروازے پر کھڑی کبھی علی کو دیکھتی تو کبھی سلطانہ بیگم کو۔

کسی صورت نہیں۔ سلطانہ بیگم نفی میں سر ہلاتے بولی۔

ٹھیک ہے علی نے سامنڈ پر رکھا پیٹرول کا گیلن اٹھایا اور خود پر انڈیل لیا سلطانہ بیگم ساکت نظر وہ سے اُسے دیکھنے لگی اُن کو وہ علی لگا ہی نہیں جوان سے اوپنجی آواز میں بات نہیں کرتا تھا اسکو کبھی غصہ نہیں آتا تھا اور آج اُس کی آنکھیں سُرخ ہو گئی تھیں۔ سلطانہ بیگم ہوش میں تب آئی جب علی نے جیب سے لائٹر نکالا۔

علی بیٹا دیکھو اسے چھوڑ دو ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں اور ارتھ کے علاوہ بہت سی لڑکیاں ہیں دنیا میں ان میں سے کوئی دیکھ لو۔ سلطانہ بیگم نے اُسے بچوں کی طرح پچکارنا چاہا۔

ہاں یاناں۔ علی نے دو ٹوک انداز میں کہا ٹھیک ہے کہ لو تم نکاح اُس سے۔ میں اُسے قبول کر لوں گی۔ مجبوراً سلطانہ بیگم کو ہار ماننا پڑی اک لوٹا بیٹھا جو تھا۔

 اور ارتھ کے ساتھ اچھے سے رسینگی۔ علی پھر سے بولا قبول کر تو رہی ہوں یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔ سلطانہ بیگم کے نقوش تن گئے۔ ٹھیک ہے پھر مر ہی جاتا ہوں۔ علی نے پھر سے لائٹر لہرا�ا تو سلطانہ بیگم تپ اٹھی۔

ٹھیک ہے منظور ہے۔ سلطانہ بیگم دانت پیس کر بولی تو علی نے سانڈپر رکھے بیگزاٹھا کر ارتھ کو دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

نکاح کرو گی مجھ سے تمہارے امیابو نے یہ رشتہ طے کیا تھا شوت اس میں ہے۔ علی نے پوچھنے کے ساتھ ساتھ اُس کے آگے فون کیا ارتج نے ویدیو دیکھی زندگی میں پہلی بار اُس نے اپنے ماں باپ کو دیکھا تھا اُس کے آنسو بہنے لگے تھے وہ بے ساختہ ہاں میں سے ہلا گئی تھی اور بیگز لیتی کمرے میں چلی گئی تھی۔

خیر سے دونوں کا نکاح ہو گیا تھا اُس کے بعد سلطانہ بیگم نے کبھی ارتج کے ساتھ برا سلوک نہیں اپنا یا تھا بیٹیوں کی طرح رکھا تھا۔

حال

رات کے دوسرا ہے پھر میں سلطانہ بیگم گھر سے نکلنے کے لیے سامان اٹھا کر دبے پاؤ جانے لگی مگر کنڈی کی آواز آئی جس پر علی اپنے ماضی سے باہر آیا تھا اور ارتج کو اٹھانے لگا۔

ارتھ میں جارہا ہوں تم جلدی وضو کر آؤ پھر جاؤ گا۔ علی نے ارتھ کو ہلا کر بولا
ارتھ اثبات میں سر ہلاتے ہوئی دا شرودم میں گھس گئی پانچ منٹ بعد وہ باہر
آئی اور جائے نماز پر بیٹھ گئی تو علی اُسکے ماتھے پر بوسہ دیتا گھر سے نکل گیا۔

وہ تیزی سے سلطانہ بیگم کے پیچھے جارہا تھا مگر جب وہ قبرستان پہنچا تو اُس کے
جسم میں سرسر اہٹ سے ڈور گئی اُسے خوف محسوس ہونے لگا قبرستان کا ستھان
کسی بھی بہادر سے بہادر شخص کورات کے وقت میں خوف میں مبتلا کر سکتا
ہے خاموشی اور سے پورا چاند اور اسکی چمکتی روشنی کتوں کے بھونکنے کی آواز
علی کو اپنا آپ لرزتا محسوس ہوا مگر پھر وہ ہمت کرتا گھر اسنس ہوا کے سپرد
کرتا قبرستان میں داخل ہوا مگر سلطانہ بیگم اُسے کہیں نہیں دکھی جب پیچھے
سے کسی نے اُس کے سر پر ڈنڈا مارا اور وہ سر پکڑتا ز میں بوس ہو گیا۔

سلطانہ بیگم اپنی ہی دھن میں مگن ایک قبر کھود کر لاش باہر نکال کر اس دائرے کے سامنے لے آئی اور صفائی عمل میں استعمال ہونے والی ہڈی اور ایک کھوپڑی اور پتلا اور خون لے کے اُسے دائرے میں جا بیٹھی اب بس انتظار تھا تو تین بجھنے کا اس میں دس منٹ تھے وہ اپنے دائرے کے آس پاس دیے جلار ہی تھی۔



سلطانہ بیگم کفریہ کلمات پڑھنے میں مصروف تھی جب انہیں ایسا محسوس ہوا کہ کوئی انہیں گھور رہا ہے انہوں نے سامنے دیکھا دو رہی ایک عورت کھڑی تھی بال اُسکے منہ پر تھے تو شکل انہیں دکھی وہ پھر سے پڑھائی میں لگ گئی جب انہیں کسی نے زور سے پُکارا۔

سلطانہ..... سلطانہ بیگم نے چونک کر سا منے دیکھا وہ عورت اب بھی کھڑی سلطانہ بیگم کو دیکھ رہی تھی سلطانہ بیگم کی نظر جب اُسکے پاؤ پر پڑی تو انکو اپنی روح جسم سے نکلتی محسوس ہوئی اُسکے پاؤ ا لٹے تھے سلطانہ بیگم نے جلدی سے پڑھائی شروع کر دی آہستہ آہستہ اُنکے ارد گرد خوفناک مخلوق نمودار ہونا شروع ہو گئی وہیں ایک طرف سے انہیں فقیر اور کچھ لوگ آتے دکھائی دیے تو وہ کچھ پر سکون ہوئی تھی کیوں کہ اُنکا عمل اب اختتام کو تھا۔



علی کو جب ہوش آیا اس نے خود کو بندھا ہوا زمین پر پڑا اپایا وہ سب کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اُسکے حواس جیسے ہی بحال ہوئے ایک منٹ لگا تھا اسے سب کچھ یاد آنے میں اُسکا پاؤ زنجیر سے باندھ کر پیڑ سے زنجیر کا دوسرا سرا بندھا تھا اس نے آس پاس نظریں دوڑائی تھوڑی دوری پر ایک بڑا پتھر دیکھا

مگر وہ اُسکی پہنچ سے تھوڑا دور تھا وہ تیزی سے اُس پتھر کی طرف لپکا اور پاس پر ڈنڈے کے مدد سے پاس گھسیٹنے لگا۔

ارتیج جائے نماز پر بیٹھی مسلسل تسبیح پڑھ رہی تھی مگر اب اُسے نیند آنے لگی تھی جب اُسے اپنے آس پاس بہت سارے لوگ سر پر کفن بندھے کھڑے دکھے ارتیج اپنی آنکھیں میچ گئی اور آیات الکری کا ورد کرنے لگی تھوڑی ڈر بعد اُس نے آنکھیں کھولی تو آس پاس کوئی نہ دکھا بے ساختہ اُس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

ارتیج میں آگیا باہر آجائے۔ صحن سے علی کی آواز آئی تو ارتیج کی خوشی کی انتہا نہ رہی اُس نے گھڑی کی طرف دیکھا جو اس وقت صوبہ کے چار بجار رہی تھی ارتیج سکھ کا سانس لے کر اٹھ کھڑی ہوئی جائے نماز طے کر کے دوپٹہ

کھو لتے ہوئے باہر گئی جہاں علی صحن میں لگی پیڑ کے پاس کھڑا تھا وہ اُس کے

پاس جاتے ہوئے دوپٹہ سر سے ہٹاتی آگے بڑھ گئی۔

علی یہاں کیوں کھڑے ہیں اور امی کہاں ہیں۔ ارتھ بازو سینے پر باندھ کر سوال کرنے لگی

کہتے ہیں نہ جب کچھ ہونا ہو تو کوئی اُسے نہیں ٹال سکتا۔ جب اچانک سے علی کی شکل کسی خوفناک مخلوق میں تبدیل ہو گئی ارتھ نے صحن میں لگی گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کے ڈھائی بجاء ہی تھی ارتھ کو اب اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔

سلطانہ بیگم کے پاس فقیر انے آکر اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ ہاہاہا بلی چڑھانے کا انتظام کرو بھی۔ فقیر انے مزے سے اپنے چیلوں سے کہا تو وہ لوگ شاطرانہ مسکراہٹ لیے سر ہلاتی تیاری کرنے لگے۔

کک.... کس کی بلی۔ سلطانہ بیگم اُن لوگو کی بات سن کر گھبراتے ہوئے بوی۔

تمہاری بی بی تمہیں کیا لگتا ہے ایسی تمہارا کام کر رہی تھی۔ فقیر اہنس کربوی۔ کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔ سلطانہ بیگم نے پھر سے سوال کیا کیوں کہ ابھی چار نہیں بے تھے اور وہ چار بجے سے پہلے دائرے سے باہر نہیں آسکتی تھی درنہ اُنکی جان کو خطرہ تھا ورنہ بھاگ جاتی اور اگر باہر نہ آتی تو وہ لوگ اُنہیں بلی چڑھادیتے اُن کو اب اپنے آس پاس خوف کی گھنٹیاں بچتی محسوس ہوئی تھی۔

ماضی

حليمه کوئی ایسی عورت بتاؤ جو چاند کی چودہ تاریخ کو پیدا ہوئی ہو تو تمہاری سوتن دو دن میں مر جائے گی اور تمہارا شوہر تمہارا دیوانہ ہو جائیگا۔ بی بی جی ویسے تو میں کسی کو نہیں جانتی مگر ایک بیو قوف ہے اگر آپ پتہ کر لیں کہ وہ چاند کی چودہ کو ہوئی ہے تو میں اُس بیو قوف کو پھنسالا۔ حليمه نے

سلطانہ بیگم کاذ کر کر کے فقیرا کو سب بتایا پھر فقیرا نے کچھ کفریہ کلمات پڑھتے ہوئے آنکھیں بند کر لی پھر کچھ دیر بعد آنکھیں کھول کر شاطرانہ مسکراہٹ چہرے پر سجائی تھی۔

ٹھیک ہے کتنا وقت لگے گا۔ فقیر ابوی۔

جی بس اُس کو اپنی سوتن کے انتقال سے پیش دلانا ہے۔

ٹھیک ہے ہو جائے گا۔ فقیر ابی بی نے کہا تو حلیمه بیگم فقیرا کے آستانے سے نکلتی چلی گئی۔

اب آئے گامزا مجھے کسی سخت جادو کرنے والے کی بلی چڑھانی ہے جو چاند کی چودہ کو ہوا ہو پیدا اس سے سخت عمل کرو اکراس کی بلی چاند گر ہن پر چڑھا دینگے پھر میری طاقتیں برڑھ جائیں گی ہا ہا ہا ہا۔ فقیر اپنی چیلی سے اتنا کہتی زور زور سے ہنسنے لگی۔

اور تمہاری سوتن کے ساتھ تمہاری بن رہی ہے۔ سلطانہ بیگم نے حلیمه بیگم سے کہا جو اس وقت سلطانہ بیگم کے گھر آئی ہوئی تھی۔

کبھی نہ بناؤ ایک ہیں اُن سے بات کری ہے تین دن میں مر جائے گی۔ حلیمه بیگم رازدانہ انداز میں بولی مزید کچھ بولتی مگر ارتھ کو آتا دیکھ خاموش ہو گئی جو ہاتھ میں ریفریشمٹ لے کر آرہی تھی ارتھ ریفریشمٹ رکھ کر گئی تو سلطانہ بیگم کے چہرے پر ناگوار تاثرات نمایاں ہوئی جو حلیمه بیگم نے بخوبی نوٹ کر لیے۔

یہ تمہیں نہیں پسند کیا۔ حلیمه بیگم نے کھریدا ہاں بس مجبوری میں جھیل رہی ہوں میرا بیٹاں سچ میں نہ ہوتا تو گلاد بادیتی اس کا۔ سلطانہ بیگم عنصہ ضبط کرتی بولی۔

تو تم بی بی کے پاس جاؤ بغیر کسی کو پتہ لگے تمہارا کام ہو جائے گا۔ حلیمه نے پتہ

پھینکا

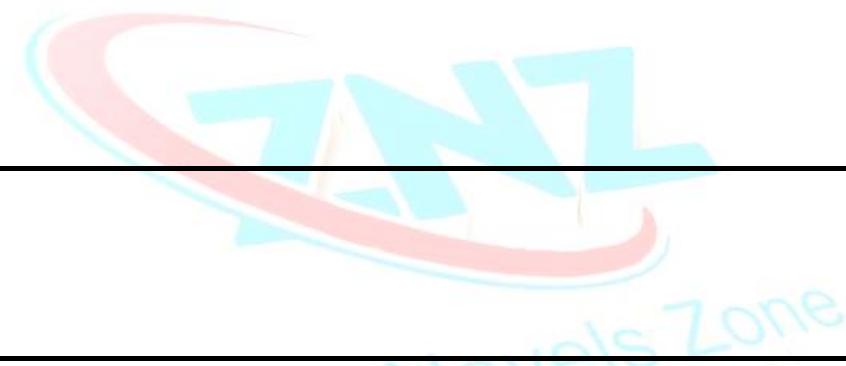
کیا سچ میں ہو جائیگا۔ سلطانہ بیگم خوش گوار لمحے میں بولی۔

ہاں کیوں نہیں۔ حلیمه بیگم نے چائے کا گھونٹ بھرتے بولا
پہلے تمہارا کام ہو تین دن میں پھر جاؤ گی۔ سلطانہ بیگم نے کہا تو حلیمه بیگم سر
کو کو خمدے کر خوش ہوتی چائے پینے لگی۔

حال

علی بہت محنت کے بعد اس پتھر کو قریب کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر سر
سے نکلتے خون کی وجہ سے اُسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی اُسے اپنا سر چکراتا
محسوس ہوا مگر اس وقت پرواہ کسے تھی وہ ہر چیز سے بے نیاز اُس زنجیر کو
تڑتے میں لگا تھا جو کے خوش قسمتی سے 3 چوٹوں میں ہی ٹوٹ گئی تھی اُسے لگا
تھا اُس کی ماں کے علاوہ سب لوگ محفوظ ہیں مگر یہ اُس کی خام خیالی تھی۔ وہ
تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا وہ قبرستان کی طرف جانے لگا۔

روکو برخوردار تم مقابلہ نہیں کر سکتے اکیلے۔ پچھے سے آتی شکیل صاحب کسی آواز پر علی نے گھوم کر دیکھا وہ نورانی چہرے والے بزرگ دور کھڑے مسکرا رہے تھے علی کو رکھنا دیکھ اُسکے پاس آکھڑے ہوئی علی حیران تھا آج ان کے چہرے پر پہلے سے زیادہ نور تھا انہوں نے اشارہ کیا تو علی ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا اُن کے ہمقدم قبرستان میں اُس جگہ جانے لگا جہاں سلطانہ بیگم تھی۔



سلطانہ بیگم کو فقیر اکی بتائے گئی با تین کسی بم کی طرح اپنے سر پر گرتی محسوس ہوئی انہیں اب خود پر غصہ آرہا تھا آخر اُن کا ایمان کیسے اتنا کمزور پڑ گیا مگر اب بھلا کیا ہو سکتا تھا اب تو بیلی چڑھنی ہی تھی سلطانہ بیگم کو اب اللہ تعالیٰ یاد آئے تھے۔

صحیح کہتے ہیں انسان بہت خود غرض مخلوق ہے پیدا تو اللہ نے اس لیے کیا ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے مگر انسان کیا کرتا ہے اپنے رب سے تب دور ہو جاتا ہے جب اُسے سب کچھ نواز اجاتا ہے اور مشکل آتے ہی وہ اللہ کے حضور پیش ہو جاتا ہے اور اللہ اتنارحمان ہے کہ انسان کی آنکھ سے گرے ایک آنسو پر ہی اُسے معاف کر دیتا ہے۔



سلطانہ بیگم ٹرانس کی سی کیفیت میں سب کچھ ہوتا دیکھ رہی تھی۔ رک جاؤ فقیر ایادر کھو تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ شکیل صاحب کی آواز پر جہاں فقیر انے سامنے دیکھا وہیں سلطانہ بیگم نے ہاتھ اٹھائے تھے خدا کا شکر

ادا کرنے کے لیے علی اپنی ماں کی طرف لپکا تھا مگر فقیر اکے چیلے نے اسے کالر سے گھسیٹ کے پیچھے پھینکا تھا۔

ہاہاہا! تنی محنت تمہارا ہی تو مقابلہ کرنے کے لیے کی ہے۔ فقیر انے پر سکون انداز میں کہہ کر اپنے ہاتھ میں موجود تسبیح پر کچھ پڑھنا شروع کر دیا جسے شکیل صاحب باخوبی سمجھتے ہوئے خود بھی آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف سے شیطانی طاقتیں نمودار ہونے لگی دوسری طرف شکیل صاحب کے پیچھے سفید چادروں میں ہاتھ باندھے کھڑے نورانی چہرے والوں کی قطار کھڑی ہو گئی تھی فقیر انے وار کرنا چاہا تبھی ایک ہوا کا اتنا تیز جھونکا آیا فقیر اور جا گری پھر فقیر اکچھ پڑھتے پڑھتے ایک بھور کی صورت میں شکیل صاحب کی طرف آر ہی تھی اور ان تک پہنچتے ہی وہ آگے نہ بڑھ پائی چاروں طرف روشنی ہونے لگی جیسے کوئی شیلڈ پیچ میں آگئی ہو علی

یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا مگر زیادہ دیر نہ دیکھ پایا کیوں کہ بھور کی وجہ سے سب جگہ دھول مٹی اڑھنے لگی تھی۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر!

اذانوں کی آواز پر فقیر اپنی اصل حالت میں آتی شکیل کو عضے سے گھورنے لگی جو پر سکون مسکراہٹ کے ساتھ اُسے دیکھ رہے ہے تھے جیسے بتانا چاہ رہے ہو کہ دیکھ لو اللہ سے بڑی کوئی طاقت نہیں۔

آج تم جیت گئے ہو کل میں اس کی بملی چڑھاؤ گی۔ اتنا کہتی فقیر ار فو چکر ہو گئی اذانوں کی آواز سے شیطان ہمیشہ ہی بھاگتا ہے اسی طرح فقیر اور اُسکے چیلے بھاگ گئے۔

سلطانہ بیگم دائرے سے اٹھتی شرمندگی سے سرجھ کائے علی کے پاس اٹھ کر آئی مگر علی آگے بڑھ گیا اس نے ان کی طرف دیکھا تک نہیں جن کے بغیر کبھی کسی کے گھر نہیں رکا کرتا تھا وہ علی تیز قد موں کے ساتھ گھر کی طرف جا رہا تھا شکیل صاحب کو یہ سب دیکھ کر بہت افسوس ہوا مگر اس وقت معاملہ ملا ضرور تھا ختم نہیں ہوا تھا اسی لیے فلحاں وہ خوموش ہو گئے مگر بعد میں علی کو سمجھانے کارادہ رکھتے تھے۔

وہ لوگ گھر میں داخل ہوئے تو علی سب سے پہلے کمرے میں گیا۔ علی کو ارتیج کمرے میں نہیں دکھی تو اسکی پیشانی پر بل نمودار ہوئے وہ تیزی سے باہر آیا اور گھر کے تمام کمرے دیکھنے لگا تمام کمرے دیکھنے کے بعد بھی وہ اُسے نہ دیکھی اُسے وقت اُس کی نظر اندر ہیرے میں ڈوبے پیڑ سے باہر آتے زلانا

پیروں کی طرف پڑی علی نے دھڑکتے دل کے ساتھ موبائل کی ٹارچ آن کی دماغ نے شدت سے خطرے کی گھنٹیاں بجائی تھی اُس نے ٹارچ پیڑ کی طرف کی تواریخ کو بکھرے بالوں کے ساتھ نیچے سر جگھائے بیٹھا پایا علی ایک ہی جست میں اُسکے سامنے آیا تھا۔

ارتھ تھیں منع کراحتانہ کیوں آئی ہو یہاں اور یہ کیسے بیٹھی ہو۔ علی بن انس لیے بولتا چلا گیا مگر جب ارتھ کے جسم میں جنبش نہ ہوتی دیکھی تو اُس نے کندھ سے اُسے پکڑا مگر وہ تو اسکے ہاتھوں میں جھول رہی تھی علی کو اپنے ہاتھ پاؤں پھولتے محسوس ہو رہے تھے اُس نے ارتھ کا چہرہ اٹھایا جو ارتھ تو اُسے کہیں سے نہیں لگی وہ معصوم سا چہرہ اس وقت اتنا خطرناک لگ رہا تھا علی کو حیرت کا جھٹکا لگا شکیل صاحب نے ارتھ کی شکل دیکھ کر ایک افسوس بھری نگاہ سلطانہ بیگم کی طرف کی تھی۔ علی ارتھ کو باہوں میں بھرتا تیزی سے کمرے میں لے کر گیا تھا اور وضو کر کے آکر قرآن پاک لے کر اُس کے

سرہانے بیٹھ گیا تھا علی کا بحال ہو ناسلطانہ بیگم کا کلیجہ چیر گیا تھا انہوں نے پہلی بار علی کو گھر میں قرآن پڑھتے دیکھا تھا۔

اور پھر کہتے ہے نہ محبت انسان سے ہر وہ کام کروالیتی ہے جو شاید ہی کوئی کروا سکے اور پھر محرم کی محبت میں تو انسان دنیا فنا کر سکتا ہے۔



اس سب سے وقت طور پر سب رک جائے گا مگر پر منینٹ نہیں۔ شکیل صاحب کی آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑا تو علی نے نظریں اٹھا کے اُنہیں دیکھا اُسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر ڈاری میں جذب ہوا تھا۔

پپ.... پھر کیسے سب ٹھیک ہو گا۔ علی کے کنڑوں کرنے کے بعد بھی اُس کی زبان لڑ کھڑا گئی تھی ہچکیاں بندھ گئی تھی سلطانہ بیگم ساکت نظروں سے اُسے دیکھ رہی تھی اُن کو اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر خود پر غصہ آیا تھا بچپن کے

بعد اب اُسے دیکھا تھا اس طرح بچوں کی طرح روتے۔ آج اگر ارتھ علی کو دیکھ لیتی اس طرح روتے ہوئے تو اپنی قسم پر رشک کرتی۔

فقیر ایہ تو اس کہ علاج بتا دے یا پھر اس کا خاتما آج رات ارتھ کو ایک کمرے میں ہی رکھنا میں ایک دودن میں آؤ گا اس مسئلے کہ ہل نکال کر۔ شکیل صاحب پر سوچ انداز میں کہتے گھر سے باہر نکلتے چلے گئے۔



شکیل صاحب کے جانے کے بعد سلطانہ بیگم علی کو دلاسہ دینے کے لئے ہمت جمع کرتی پاس آنے لگی پاس آنے لگی مگر اس نے ہاتھ کے اشارے سے اُنہیں روک دیا۔

اب کیوں آرہی ہیں تب تو بہت شوق تھا آپ کو ڈنڈا اسی لیے مارا تھا نہ تاکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں مبارک ہو ہو گی آپ کامیاب جشن منائیں

آپ نے تو اپنے بیٹے کو بھی نہیں بخشا۔ علی پھٹ پڑا تھا اس کا ضبط اب جواب دے گیا تھا۔

میں تمہیں تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی۔ سلطانہ بیگم اپنے آنسو ضبط کرتی بولی۔

تو آپ کو کیا لگا میری بیوی کو تکلیف ہو گی تو مجھے نہیں ہو گی میں پوچھتا ہوں کیا بگاڑا ہے آپ کا اس معصوم نے اس لیے کی کے آپ حارث مامو سے بہت پیار کرتی تھی اور اس کی پیدائش کے بعد وہ چل بے امی کا ش آپ کو اللہ پر یقین ہوتا تو نہ آپ اس معصوم سے نفرت کرتی اور نہ ہی اپنا دین کھوتی۔ علی دھاڑا تھا تو سلطانہ بیگم شرمندہ سی ہوتی نظریں جھکا گئی۔

میں اس سے پہلے مزید تمیزی کر جاؤ پلیز اپنے کمرے میں چلی جائیں مجھے ارتھ کو بھی روم میں بند رکھنا ہے۔ علی کو شش کے باوجود اپنے لمحے کی تلنی

نہیں چھپا سکا سلطانہ بیگم اُس پر ایک نظر ڈالتی کمرے سے باہر نکل گئی علی بھی ارنج پر کمفرٹر ٹھیک کرتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

سلطانہ بیگم کمرے میں آ کر بعد کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی کمرہ اندر ہی رے میں ڈو باہوا تھا جب انہیں کمرے میں کسی دلی کے ہونے کا احساس ہوا اُنہیں اپنے جسم میں لرزش پیدا محسوس ہوتی وہ کمرے سے فوراً باہر آگئی باہر آئی تو علی کو اُس کمرے کے دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھادیکھا جس میں ارنج کو بند کیا تھا اُنہیں اب غلطیوں کا آج شدت سے احساس ہو رہا تھا تھی اُن کے دماغ میں فقیر اکی بات گو نجی۔

آج تم جیت گئے ہو کل میں اس کی بی بی چڑھاو گی۔

سلطانہ بیگم کے ہاتھ کپکپا نے لگی تھے۔

فقر اپریشنی کے عالم میں ادھر سے ادھر ٹھیل رہی تھی جب اُس کا چیلا

 کمرے میں داخل ہوا۔
 کیا وہ تمھیں اکیلے دکھی۔
 نہیں بی بی جی۔

اُف سلطانہ اکیلے نہ بھی ہو تو مسئلہ نہیں اُس کو وہی چیزیں اتنا ڈرائیں گی کہ خود
 بھاگی چلی آئے گی مگر اس شکلیں کا کیا کروں پتہ نہیں کس بد بخت نے اُسے بتا
 دیا اس بر تو نہیں چھوڑے گا مجھے پچھلی بار تو اسکی بیٹی کو مار دیا تھا مگر اب کس

کرو سے روکنے کے لیے۔ فقیر اعْصَم سے پھنسکاری تھی۔ جب کے اس کا چیلا اُسکی بات سنتا سر جھکا گیا تھا۔

شکیل صاحب کو اس بار کسی بھی صورت فقیر اکو اُس کے انجام تک پہنچانا تھا مگر ان کو پریشانی یہ تھی کہ دو معصوم جانے خطرے میں ہیں ایک طرف ارتھ جو بے قصور تھی اور دوسرا طرف سلطانہ بیگم جن کا قصور تھا مگر وہ بہک گئی تھی کچھ سوچتے ہوئے وہ گھر سے مطلوبہ سامان اٹھاتے نکل گئے تھے۔

علی بیٹا کچھ کھالو۔ سلطانہ بیگم صحیح سے اُسے دروازے سے لگا بیٹھاد کیکھ رہی تھی بات تو وہ کرنہیں رہا تھا مگر ماں تھی بھلا کیسے اپنی اولاد کو تڑپتا دیکھتی اُن

کی آواز پر علی نے انہیں نظریں اٹھا کر دیکھا اُسکی آنکھیں زیادہ رونے کی وجہ سے سُرخ ہو رہی تھیں کیا انہیں تھا ان آنکھوں میں کسی اپنے کو کھو دینے کی تکلیف ایسا لگ رہا تھا کیسی نے اُس کے دل کا سکون کھینچ نکالا ہوا بال اُسکی پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے ہاتھ میں تسبیح لیا ہوا تھا کیسی فقیر سے کم نہیں لگتا تھا وہ انہیں اُس کی حالت دیکھ کر ان کی آنکھیں بھر آئیں تھیں وہ نظریں چُرا گئی۔

مم..... علی کچھ بولنے والا تھا جب کمرے میں سامان گرنے کی آواز آئی علی نے بے بسی سے دروازے کو دیکھا مگر شکیل صاحب کے منع کرنے کی وجہ سے رک گیا اُس کا بس نہیں چل رہا تھا اندر موجود لڑکی کو فوراً ٹھیک کر دے وہ اپنی سوچو میں ڈوبادر واڑے کو دیکھ رہا تھا جب اندر سے ارتیح کے رونے کی آوازیں آنے لگی علی تڑپ اٹھا تھا۔

علی مجھے یہ لوگ مار دینگے بچائیں مجھے علی۔ ارتیح کی روئی آواز پر اُسے لگا اُس کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو پہلے تو وہ برداشت کرتا رہا مگر جب برداشت

نہ ہوا تو اس نے دروازہ کھول کر اندر دیکھا سامنے کا منظر دیکھ کر اُس کو حیرت کا جھٹکا لگا سامنے ہی ارتھ نیچے بیٹھی چوہا پکڑ کر کھارہی تھی سلطانہ بیگم نے بیٹھ کو دروازے پر ہی کھڑا دیکھا تو خود بھی اندر رکھی اُس کی حالت دیکھ کر جہاں اُنکے دل کو سکون ملا تھا چہرے پر اطمینان آیا تھا وہیں علی کو دیکھ کر آنکھیں بھر آئی تھی۔

علی تیزی سے ارتھ کی طرف لپکا تھا ارتھ نے سائٹ ٹیبل پر پڑا گدا ان اٹھا کر علی کے سر پر سے مارا سلطانہ بیگم بت بنی منظر دیکھ رہی تھی علی جس کے سر پر پہلے ہی تھوڑی چوت لگی تھی دوبارہ سر پر لگی چوت برداشت نہ کر سکا اور زمین بوس ہو گیا سلطانہ بیگم علی کی طرف جانے لگی جب پیچھے سے ارتھ نے اُن کی چوٹی پکڑی اور بالو سے کھینختی ہوئی یجائے لگی رات کے بارہ بجے کسی کے لیے بھی ایسا منظر دیکھنا موت کے منه میں دھکیل دکھتا ہے ویسے تو انسان بہت سے خوفناک فلمیں دیکھتے ہے مگر حقیقت میں ایسا کچھ بھی برداشت کرنا بہت مشکل ہے۔ سلطانہ بیگم مسلسل اپنے بال چھڑانے کی کوشش کر رہی

تھی مگر ہے کو شش بیکار ثابت ہو رہی تھی سلطانہ بیگم کا سر لے جا کر ارتھ نے اُسے پیڑ پر مارا جہاں اُنہوں نے بیٹھ کے ارتھ کی موت کا سامان تیار کیا تھا بھی سلطانہ بیگم کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی ابھی وہ اس سب سے سنبھلی نہیں تھی جب سائد پر میں پڑی ایک لو ہے کہ سلاخ ارتھ نے اٹھا کر ان کے سر پر دے ماری سلطانہ بیگم کی چیخ پورے گھر میں گونج رہی تھی نہ علی تھا جو بچاتا اور اب تو سلطانہ بیگم کو اپنا آخری وقت نظر آیا تھا انکی نظروں کے سامنے اندر چھرا چھا گیا تھا ارتھ نے سلاخ ان کے پیٹ میں دے ماری اور خود گھر سے باہر نکل گئی۔

شکیل صاحب علی کے گھر جا رہے تھے راستے میں ارتھ کو آتا دیکھا تو ان کا دماغ ٹکٹکا اُنہوں نے سائد پر گاڑی روکی اور ارتھ کو عمل کرتے ہوئے بہت کو شش کے بعد اُنہوں نے گاڑی میں بیٹھا دیا تھا اور کچھ پڑھائی کر کے اس پر

پھوک ماری جوار تج کچھ دیر پہلے مارنے کے درپر تھی وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی مگر انہیں حیرت ہوئی اب اُس کی شکل اصل شکل میں واپس تبدیل ہو گئی تھی انہیں کچھ گڑ بڑھ لگی انہوں نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی اور علی کے گھر کی طرف گامزد ہو گئے۔



شکیل صاحب جب علی کے گھر میں داخل ہوئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر بے اختیار ان کے منہ سے نکلا۔

إِنَّ اللَّهَ وَرِانَ - إِنَّمَا يَرَى جَهَنَّمَ

سامنے ہی سلطانہ بیگم تھی جن کا پیٹ پھٹا ہوا تھامنہ سے خون نکلا ہوا تھا ایک بازو دور پڑا ہوا تھا شکیل صاحب نے ان کی سانسیں چیک کی جو توقع کے

مطابق نہیں چل رہی تھی اُنہیں اب ارتھ کے نقوش کے ڈھیلاپڑنے کی وجہ سمجھ آئی تھی کیوں کہ جس سے وابستہ چیزیں تھی وہ ادھورے عمل پر سلطانہ بیگم کو پریشان اور ارتھ پر حاوی تھی تبھی ارتھ پر سے اثر توکرنے دیا تھا مگر اب بھی وہ چیزیں ارتھ کو پریشان کرتی۔ شکیل صاحب علی کو ڈھونڈتے ہوئے اندر گئے اُسے بیہوش پڑا پایا زمین خون سے رنگیں ہو رہی تھی اُنہوں نے اُس کی سانسیں چیک کی تو چل رہی تھی اپنے پولیس آفیسر دوست کو معاملہ سمجھ کر سلطانہ بیگم کی تد فین کا بول دیا تھا اور علی کو لے کر وہ ہسپتال پہنچ گئے تھے اب بھی گاڑی میں تھی اور اُنھیں پریشانی لگی تھی می ہوش میں آئیں گی تو کیا کریں گی اب معاملات بگڑ گئے ہیں مزید یا جیسا وہ سوچ رہے ہیں ویسا ہو گا علی کی بینڈنچ کردی گئی تھی مگر و دوائیوں کے زیر اثر تھا ارتھ کو اُنہوں نے مولوی صاحب کی بیگم کے پاس بھیج دیا تھا مگر کچھ احتیاطیں بطا کر اور اب اُن کی منزل اصل مجرم کو اُس کے انجام تک پہنچانا تھی۔

صحیح کہتے ہیں جیسا کرو گے ویسا بھرو گے لوگ موت تو بھول ہی جاتے ہیں جو دنیا کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔

فقیر اکوجب سے پتہ چلا تھا کہ سلطانہ بیگم چل بسی ہیں تب سے وہ ان کا خون حاصل کرنے میں لگی تھی تاکہ اپنا کام کر سکے مگر اُس کی ساری تلاش بے سود جا رہی تھی اسی لیے لاش کا پتہ لگانے کے لیے اپنے مخصوص غار میں آئی تھی ہون (آگ) جلا کر وہ اپنا عمل سرانجام دینے میں لگی تھی تاکہ اُس سے سلطانہ بیگم کی لاش مل جائے وہ آنکھیں بند کئے کچھ بڑھا رہی تھی جب کسی نے اُس ہون کو بوجھ دیا تو آنکھیں کھول کر اُس نے دیکھا۔

فقیر امیں تمھیں ایک آخری موقع دیتا ہوں اسلام کو چن لو اور لوگو کو بہ کانا بند کر دو رنہ آج تمہارا آخری دن ہو گا۔ شکیل صاحب نے تنبیہ کرتے انداز میں بولا تو فقیر اہنسے لگی شکیل صاحب اُسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

ہاہاہا... تم بھول رہے ہو ایک کالے علم کرنے والا تب تک نہیں مرتاجب تک کوئی اُس کی شکل تیار نہ لے اور مار سکتے ہو تو لو مارو۔ فقیر ابے خوف انداز میں بولتی اُن کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

یعنی تم راہ راست پر نہیں آؤ گی؟۔ شکل صاحب نے ایک اور بار کہا تو وہ پھر ہنسنے لگی۔

نہیں مارنا ہے تو مارنے کی کوشش کر لونا کام ہو جاؤ گے۔ فقیر اپھر بول پڑی شکل صاحب نے ایک پنجرا آگے کر کے تسبیح پر کچھ پڑھنا شروع کیا تو فقیرا کو لگا چاروں طرف اُس کے ایک طوفان سا برپا ہونے لگا ہے اور وہ اُس پنجرے کی طرف کھیچتی چلی جا رہی ہے فقیر انے اپنے ارد گرد عمل کر کے اپنے آس پاس شیلد کھڑی کر لی مگر وہ بھی چھٹخنے لگی ہمیشہ کی طرح شکل صاحب اُس کے عمل پر بھاری پڑ گئے تھے کچھ ہی وقت کا کھیل تھا فقیر اُس چھوٹے سے پنجرے میں تھی۔

تم کیا سمجھتے ہو وقتی طور پر تو بند کر دیا مگر میں باہر آ جاؤ گی۔ فقیر اچلا تی۔

پہلی بات تم اس پنجرے میں کوئی عمل نہیں کر سکتی اور اس پنجرے میں
جاتے ہیں تمہاری تمام طاقتیں ختم ہو گئی ہیں اور تمہارے تمام موقوٰں
میرے غلام ہو گئے ہیں اور جب تمہاری زندگی کا بلا و آبیگا تم مر جاؤ گی اور سو
سال تمہاری زندگی رہی تو سو سال بعد آزاد ہو گی۔ شکیل صاحب کی باتوں
نے اُسے حیران کر دیا شکیل صاحب نے اُس کی بات مزید سننے بغیر اُس
پنجرے کو ایک موسمی نامی موقوٰں کو دے دیا جاؤ سے جادوئی نگری تک لے
گیا اور شکیل صاحب اب مولوی صاحب کے پاس جا رہے تھے تاکہ ارتھ کو
علیٰ تک پہنچایا جاسکے۔

ماضی

شکیل صاحب نے اپنے موسمی نگری بھیج کر وہ پنجرہ منگوایا تھا جو
برے لوگو کو قید کرنے کے کام آتا تھا جو ان کے استاد ہمیشہ حاصل کرنا چاہتے ہیں

تھے مگر ناکام رہے بہت محنت کے بعد وہ جن پنجربے کے ساتھ حاضر ہوا تو انہوں نے سکھ کا سانس لیا۔

ارتچ جب علی کے پاس آئی وہ آنکھیں موند کر لیتا ہوا تھا۔

علی طبیعت کیسی ہے۔ ارتچ علی کے سر پر ہاتھ پھیرتے بولی تو علی نے حیرت سے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا۔

ارتچ تم ٹھیک ہو گئی اور امی کہاں ہیں۔ علی کو جہاں خوشی ہوئی تھی وہیں اپنی ماں کو اُس کے ساتھ نے دیکھ کر پریشانی لا حق ہوئی تھی مگر علی کے سوال پر ارتچ سر جھکا گئی تھی۔

.... مم

برخوردار تکھاری ماں اب اس دنیا میں نہیں رہی جو بویا تھا وہی کاظماً تم تھوڑی دیر میں ڈسچارج ہو جاؤ گے تو پھر کل تد فین کا انتظام کریں گے۔ ارتچ kxh

کہنے والی تھی جب شکیل صاحب وارڈ میں داخل ہوتے بول پڑے اُنکی باتوں
پر علی اپنی سسیکی کا گلہ گھونٹتا آنکھیں موند گیا تھا۔

..... پانچ سال بعد

مدیحہ بابا بولو۔

نہیں پہلے ماما بولو۔

میری بیٹی ہے پہلے بابا بولے گی۔

میری بھی ہے پہلے ماما بولے گی۔

.... بام

علی اور ارتج جودوں اپنے گھر کی رونق نہیں پری مدیحہ سے اپنا نام سننے کے
لیے بے چین تھے اُس کے منہ سے بام سن کر دوں کے منه حیرت سے
کھلے رہ گئے۔

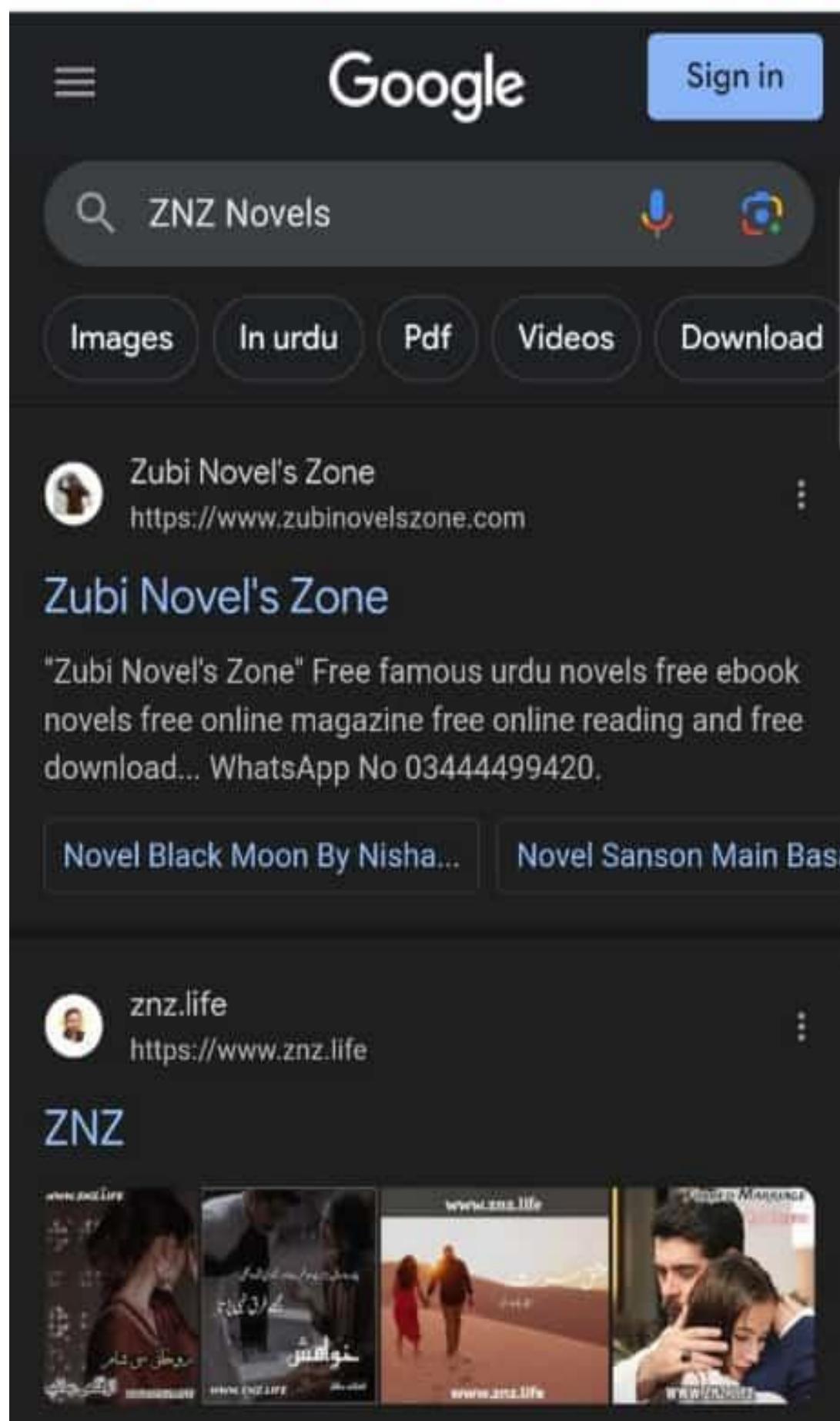
وہ بھئی ہم کیا بول رہے ہیں اور یہ محترمہ کیا بول رہی ہیں خیر بولا تو صحیح اسی
موقع پر ایک پکھر ہو جائے علی فون نکالتا بولا اور پھر ہے خوبصورت لمحہ اُس
نے قید کر لیا۔

کاش کے سلطانہ بیگم اتنی نفرت نہ کرتی تو آج وہ بھی اس خوبصورت منظر کا
 حصہ ہوتی لوگ نفترتیں کرتے وقت حسین لمحہ بھول جاتے ہیں جیسے سلطانہ
 بیگم بھولی تھی کبھی بھی اپنی غرض میں اتنا اندھا نہیں ہونا چاہیے کہ آپ کسی
 پھول میں لگے کا نٹ کی طرح بھلا دیے جاؤ ہمیشہ پھول بنوتا کہ تا عمر یاد رکھے
 جاؤ۔

ختم شد

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقیں ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویپ سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپ کو کسی اورو ویپ سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELZONE.COM  **ZNZ.LIFE**



تودیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویپ سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
آسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مذید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  0344 4499420

<https://www.zubinovelszone.com/>

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

<https://www.znz.life>

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک چج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہ اس پپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

[0344 4499420](tel:03444499420)

[0344 4499422](tel:03444499422)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کا پی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  0344 4499420

<https://www.zubinovelszone.com/>